تعمیرِ حیات لکھنؤ

ہفت روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۱۹ | ۲۵ جون ۱۹۸۲ء | ۳ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ | شمارہ ۱۶

زرِ تعاون

اندرون ملک	بیس روپے
فی پرچہ	ایک روپیہ
بیرون ملک بحری ڈاک جملہ ممالک	۵ پونڈ
ہوائی ڈاک	
ایشیائی ممالک	۷ پونڈ
افریقی ممالک	۸ پونڈ
یوروپ و امریکہ	۱۰ پونڈ

اداریہ

محمد رابع ندوی

جنوبی لبنان کا واقعہ اور شاہ خالد کا انتقال

عالم اسلامی کو گذشتہ دنوں بعض اہم ترین حادثات سے گزرنا پڑا، ان میں ایک حادثہ تو اسرائیلی دشمن کا جنوبی لبنان پر حملہ اور فلسطینیوں کے ٹھکانوں کو برباد اور فتح کر کے لبنان کے دار السلطنت بیروت کو گھیر لینا ہے۔ اس واقعہ کے کئی تکلیف دہ پہلو ہیں، ایک تو یہ کہ جنوبی لبنان میں مسلمانوں کی آبادی خاصی تھی اور ان میں اور فلسطینی رضاکاروں میں تعاون تھا اور فلسطینی رضاکاروں نے فلسطین سے محروم ہونے کے بعد اپنے لئے یہ ایک مرکز بنایا تھا تاکہ یہاں سے وہ اسرائیل کے خلاف جد وجہد کریں، اسرائیل ان سے پریشان تھا، لیکن بڑی جنگ کے خطرہ سے کوئی بڑی فوجی کارروائی نہیں کرتا تھا، دوسری طرف لبنان کے عیسائیوں اور مسلمانوں میں کئی سال سے سخت اور مسلح کشمکش چل رہی ہے جس سے بیروت شہر کو بڑی تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ دونوں فرقوں کے جنگجو افراد نے عسکری قوت جمع کر رکھی ہے جس کو وہ استعمال کرتے رہتے تھے۔ یہ جھگڑا در اصل لبنان کے صدر اور فوجی سربراہ جو کہ قانوناً عیسائی ہوتے ہیں کے جانبدارانہ رویہ کی بنا پر پیدا ہوا تھا، اور لبنانی حکومت اس کو ختم کرنے میں پہلو تہی کرتی رہتی ہے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیل کو اس کے سرپرستوں سے جو کہ یورپ و امریکہ کی عیسائی حکومتیں ہیں ایسا اشارہ ملا کہ وہ لبنان کے جنوبی حصہ پر حملہ کر دے تاکہ فلسطینیوں اور مسلمانوں دونوں کی طاقت ٹوٹ جائے، اور ایک تیر سے دو شکار کئے جا سکیں، اسرائیل کے مسئلہ میں فلسطینیوں کے منہ بولے دوست و ہمدرد دینی روس اور کمیونسٹ ممالک نے بھی غالباً سازش میں حصہ شرکت کر رکھی تھی، اس لئے کہ الکفر ملة واحدة، چنانچہ روس نے خاموشی اختیار کر لی اور فلسطینی سربراہ یاسر عرفات کا وہ بیان بھی کام نہیں آیا جو انھوں نے افغانستان پر حملہ کے سلسلہ میں روس کی تائید کا دیا تھا، شام نے جو روس نواز اور کمیونسٹ ہے تھوڑی جھڑپ لیکر علیحدگی اختیار کر لی اور باقی عرب ملک خاموش ہیں، کوئی بھی فلسطین کے لئے خطرہ مول لینے کے لئے تیار نہیں، صرف معمولی بیانات سے کام کیا جا رہا ہے اور اس طرح فلسطین کے مسئلہ میں مسلمانوں کو دوسری بڑی شکست کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اللہ فضل فرمائے۔

عالم اسلام کا ایک دوسرا واقعہ مملکت حجاز و نجد کے بادشاہ شاہ خالد بن عبد العزیز کا انتقال ہے۔ مرکز اسلام کے سلطان ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے اس واقعہ کی اپنی ایک اہمیت ہے، کیونکہ ایسے واقعات میں یہ دیکھا ہوتا ہے کہ مرکز اسلام کو اس سے کوئی نقصان تو نہیں پہونچتا اور اس کا بدل کیا ہو سکتا ہے۔

شاہ خالد بن عبد العزیز اس مملکت کے قائم ہونے کے بعد سے اس کے چوتھے بادشاہ تھے، پہلے اس کے بانی شاہ عبد العزیز بن عبد الرحمٰن آل سعود ہوئے تھے جو ابن سعود کہلاتے تھے، ان کے انتقال کے بعد ان کے بڑے بیٹے شاہ سعود بن عبد العزیز ہوئے۔ ان کے ریٹائر ہونے پر ان کے بھائی شاہ فیصل بن عبد العزیز ہوئے۔ شاہ فیصل نے اتحاد اسلامی اور ملت اسلامی کے متعدد مسائل میں بڑی حکیمانہ قیادت کا ثبوت دیا تھا اور ان کی وجہ سے سعودی عرب کا وقار دنیا میں بہت بڑھ گیا ان کو ان کے خانہ ان کے ایک آوارہ سر پھرے آدمی نے قتل کر دیا تھا اس حادثہ کو عالم اسلام کا بڑا تشویش ناک حادثہ تصور کیا گیا تھا، اور آئندہ کے حالات میں ابتری کا خطرہ محسوس کیا گیا تھا، ان کے بعد مملکت کے بادشاہ ان کے بھائی خالد بن عبد العزیز منتخب ہوئے، ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ خاموش اور سنجیدہ شخصیت تھے، انھوں نے اپنے خاندانی وقار کے ساتھ شاہ فیصل کے چھوڑے ہوئے باعزت حالات کو باقی رکھنے میں بڑی کامیابی کا ثبوت دیا، ان کے چھوٹے بھائی فہد بن عبد العزیز ولی عہد منتخب ہوئے تھے مملکت کے عملی معاملات عموماً وہی انجام دیتے تھے، انھوں نے شاہ فیصل مرحوم کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے اچھا تجربہ حاصل کر رکھا تھا، لیکن ان کے رجحانات سے لوگ ایک حد تک متردد تھے لیکن اب تک کے حالات نے کسی خرابی کی نشاندہی نہیں کی۔ اب جب کہ شاہ خالد کے بعد ان کا انتخاب بحیثیت بادشاہ کے کیا گیا ہے، امید کی جاتی ہے کہ مملکت کی پالیسی میں کوئی بڑی تبدیلی نہ ہوگی کیونکہ عملاً وہی عرصہ سے کام کر رہے تھے اور اب باضابطہ وہی سربراہ مملکت ہیں، البتہ اس وقت عالم اسلام کے حالات ابتری کی طرف جا رہے ہیں، جنوبی لبنان کا واقعہ بھی عالم اسلام کی سیاست پر خاصا اثر انداز ہو سکتا ہے جس میں مسلمان حکمرانوں اور سیاست دانوں کو بڑی دانشمندی اور تدبر مندی کا ثبوت دینے کی ضرورت ہے، دیکھنا ہے کہ کیا صورت حال بنتی ہے۔

شاہ خالد کی نیک نفسی کا تذکرہ عام طور پر لوگ کیا کرتے تھے۔ ان کو ان کے موجودہ بھائیوں کے معاملہ میں پرانے اور روایتی رجحانات کی حمایت کرنے والا سمجھا جاتا تھا، اور محسوس کیا جاتا تھا کہ مملکت کی ان کی سربراہی کسی حد تک کسی بڑی تبدیلی سے بچانے کی ضامن ہے۔ ان کے دینی جذبہ کے لئے یہ بھی ایک ثبوت ہے کہ انھوں نے گزشتہ رمضان میں حرم مکی میں آخری عشرہ اعتکاف میں گذارا، یہ بحیثیت بادشاہ ہونے کے بڑی بات ہے۔

اب جب کہ شاہ خالد کے جانشین ان کے بھائی فہد بن عبد العزیز ہوئے کسی حد تک پالیسی میں فرق تو ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ اس فرق کو مسلمانوں اور اسلام کے لئے اچھا اور مفید فرق بنا سکتا ہے۔

اس دائرہ میں اگر سُرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان، آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ بیس روپے ارسال فرمائیے۔ اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو دی۔ پی ہی سے چندہ ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پرچہ مع دی۔ پی خرچ Rs 26/25 کے مطالبہ میں دی۔ پی سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں۔

کتاب و سنت سے

مولانا سید عبد الحی حسنی

توبہ و استغفار

آیات:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا۔ (تحریم - ۸) — اے ایمان والو! اللہ کی طرف سچی توبہ کرو۔

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ (نور - ۳۱) — اے ایمان والو! اللہ کی طرف سب مل کر توبہ کرو شاید کہ تم فلاح پاؤ۔

وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا۔ (نساء - ۱۱۰) — جو کوئی گناہ کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے اور اللہ سے بخشش چاہے تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ۔ (آل عمران - ۱۳۵) — اور وہ لوگ جو بُرا کام کر بیٹھتے ہیں، یا اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔ (انفال - ۳۳) — اور اللہ ان کو عذاب نہ دیگا جب تک تم ان میں ہو اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا، جب تک وہ استغفار کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں اور دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

حضرت اغر بن یسار مزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، میرے دل پر بھی غفلت کا اثر ہو جاتا ہے، میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو مرتبہ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ (اے اللہ مجھے معاف کر دے اور میری توبہ قبول فرمالے، بلاشبہ تو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے) (ابو داؤد)

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرے اور اپنا ہاتھ دن کو پھیلاتا ہے۔ تاکہ رات کا گنہگار توبہ کرے یہاں تک کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے نکلے۔ (مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک کہ (جانکنی) خرخراہٹ نہ شروع ہو۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمام بنی آدم خطاوار ہیں، خطاواروں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو توبہ کرتے رہتے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب بندہ کوئی غلطی کرتا ہے تو یہ غلطی اس کے دل پر ایک کالا دھبہ ڈال دیتی ہے، پھر جب وہ غلطی سے باز آجاتا ہے اور استغفار کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے، اور اگر پھر غلطی کرتا ہے (اور توبہ کی توفیق نہیں ہوتی)، تو دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ دل پر چھا جاتی ہے، یہی ران کہلاتا ہے جو قرآن مجید میں آیا ہے، كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ (دیکھو یہ جو (اعمال بد) کرتے ہیں ان کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے۔ (ترمذی)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص استغفار میں پابندی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ہر تنگی کو دور کر دے گا اور ہر غم سے خلاصی دے گا۔ اور اس کو روزی ایسی جگہ سے دے گا جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہوگا۔ (ابو داؤد)

حضرت بلال بن یسار بن زید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ پڑھا تو اس کے گناہ معاف کر دئے جائیں گے چاہے وہ جنگ سے بھاگ آیا ہو۔ (ابو داؤد و ترمذی)

حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سید الاستغفار یہ ہے:-

" اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی و أنا عبدك و أنا علی عهدك و وعدك ما استطعت أعوذ بك من شر ما صنعت أبوء لك بنعمتك علی و أبوء بذنبی فاغفر لی فانه لا یغفر الذنوب الا انت۔

(بقیہ صفحہ ۱ پر)

نعت شریف

طفیل احمد مدنی

نہ سرور ساغر جم ملے نہ عروج جاہ و حشم ملے
یہی آرزو ہے شہ امم جو ملے تو آپ کا غم ملے

جو نگاہِ عشق چلی کبھی تری رفعتوں کی تلاش میں
تو اسے زمین سے عرش تک ترے نقشہائے قدم ملے

سر بزم گرچہ بزعم خود ہے سبھی کو دعوی معرفت
جو سمجھتے ہوں ترا مرتبہ مجھے ایسے لوگ تو کم ملے

نہ جھکا سکی تھی جنھیں کبھی کوئی شان و عظمت خسروی
بصد انکسار وہ سر مجھے در مصطفےٰ ہی پہ خم چلے

جو ہو وقف ذکر و ثنا حق جو ہو وقف مدح شہِ امم
ہو عطا وہ ذہن رسا مجھے وہ زباں ملے وہ قلم ملے

ہے دلیل عظمت مصطفےٰ کہ تمام ملک حجاز میں
ہمیں چودہ صدیوں کے بعد بھی نہ تو تبکدے نہ صنم ملے

وہ نہ جن کی آنکھ چھلک سکی کبھی حادثوں کے ظہور پر
در بارگاہ رسول پر ہمیں وہ بدیدۂ نم ملے

در مصطفےٰ سے جو مل گیا وہ کسی سے مجھ کو نہ مل سکا
مجھے زندگی میں طفیل یوں تو ہزار اہل کرم ملے

روزہ میں اسلام کا اصلاحی کردار

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اسلام نے جس طرح دوسرے تمام فرائض و عبادات اور مناسک میں اپنا اصلاحی کردار ادا کیا ہے اسی طرح اس نے روزہ کے مفہوم، آداب و احکام اور اس کی شکل اور طریقۂ کار میں بھی اپنا یہ اصلاحی و انقلابی کردار ادا کیا ہے، اور اس بات نے روزہ کو بہت آسان و خوشگوار، فطرت سلیم سے بہت قریب، متعدد روحانی و اجتماعی فوائد کا حامل، اور معاشرہ پر پوری طرح اثر انداز بنا دیا ہے۔

ان متنوع اور دور رس اصلاحات میں سب سے پہلی اصلاح یہ ہے کہ پہلے روزہ کے مفہوم کو بالکل بدل دیا گیا تھا، ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ یہودی مذہب میں روزہ غم و ماتم کا رمز اور تاریخی مصائب کی الم انگیز یاد کی حیثیت رکھتا تھا، اسلام نے اس تاریک مفہوم کو جو یکسر حزن و یاس اور ناکامی کا سایہ تھا ایک ایسے ہمت افزا اور روشن مفہوم سے بدل دیا جس میں امید اور ذوق و شوق کی روح کارفرما ہے اس نے اس کو ایک عمومی عبادت بنا دیا جس میں روزہ دار خوشی و مسرت اور قوت و چستی کے ساتھ حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی جزا اور اپنی رضا کے جو وعدے کئے ہیں اور بشارتیں دی ہیں ان سے خوش ہوتا ہے اور اطمینان قلب حاصل کرتا ہے، اس کے علاوہ جو آیات و احادیث اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں اور جو انسان میں طبعی طور پر جوش و مسرت پیدا کرتی ہیں، ان سے بھی روزہ دار کے اس شعور اور اعتماد میں بڑی مدد ملتی ہے، حدیث قدسی میں ہے کہ "صرف روزہ ایسی چیز ہے جس کا بدلہ میں ہی دوں گا" اسی حدیث میں آگے آتا ہے کہ "روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت"۔

اس نے روزہ دار کو تقدس و پاکیزگی، رفعت و بلندی اور خدا کے ہاں بلند مرتبہ و مقام کی ایک خاص فضا سے گھیر دیا ہے، ارشاد ہے کہ "روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے"۔ ظاہر ہے کہ یہ فضا غم و حزن اور بدگمانی و بدظنی کی اس فضا سے قطعاً مختلف ہے جو یہود کے یہاں ملتی ہے۔

یہودیوں کے نزدیک روزہ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے، نفس کی تذلیل اور تعزیر کے مرادف ہے اور یہ تعبیر ان کی مذہبی کتابوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے۔

"اور یہ تمہارے لئے ایک دائمی قانون ہو، کہ ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو تم اپنی جان کو دکھ دینا، اور اس دن کوئی خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی جو تمہارے بیچ بود و باش رکھتا ہو، کسی طرح کا کام نہ کرے، کیونکہ اس روز تمہارے واسطے تم کو پاک کرنے کے لئے کفارہ دیا جائے گا سو تم اپنے سب گناہوں سے خداوند کے حضور پاک ٹھہرو گے"۔

دوسری جگہ آتا ہے:

"اور خداوند نے موسیٰ سے کہا، اسی ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو کفارہ کا دن ہے اس روز تمہارا مقدس مجمع ہو اور تم اپنی جانوں کو دکھ دینا اور خداوند کے حضور آتشیں قربانی گذراننا، تم اس دن کسی طرح کا کام نہ کرنا، کیونکہ وہ کفارہ کا دن ہے، جس میں خداوند تمہارے خدا کے حضور تمہارے لئے کفارہ دیا جائے گا"۔

گنتی میں ایک جگہ آیا ہے:

"پھر اسی ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو تمہارا مقدس مجمع ہو، تم اپنی جان کو دکھ دینا اور کسی طرح کا کام نہ کرنا"۔

اس کے برعکس شریعت اسلامی نے نہ روزہ کو نفس کو ایذا پہونچانے اور تکلیف میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بنایا ہے نہ اس کو خدا کا عذاب قرار دیا ہے، پورے قرآن و حدیث میں ایک لفظ بھی ہم کو ایسا نہیں ملتا جس سے اس کا اشارہ نکلتا ہو، اس نے اس کو ایک ایسی عبادت کے طور پر پیش کیا ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے، اس نے اس کے احکام اور قوانین بھی ایسے خشک اور ایسے ظالمانہ نہیں بنائے کہ اس کا قطعی نتیجہ نفس کی ایذا رسانی کی شکل میں ظاہر ہوتا اور اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ پڑ جاتا بلکہ اس نے سحری کھانا سنت قرار دیا اور تاخیر کے ساتھ کھانے کو مستحب کیا اور ہدایت کی کہ فجر کی پو پھٹنے تک کھاتے رہو، افطار میں عجلت کا حکم دیا رات اور دن دونوں میں سونے اور آرام کرنے کی اجازت دی، کاروبار، تجارت اور مفید جائز کاموں میں انہماک و مصروفیت کو بھی یہودی مذہب کے برعکس، جائز رکھا جس میں روزہ کی حالت میں کام کرنا ممنوع ہے اور مکمل طور پر خلوت و عبادت لازمی ہے۔

روزہ بہت سے قدیم مذاہب میں (اور اب بھی اس کی مثالیں موجود ہیں) کسی ایک طبقہ کے ساتھ مخصوص سمجھا جاتا تھا، ہندو مذہب میں اس کی زیادہ تر ذمہ داری برہمنوں پر تھی، مجوسیوں کے نزدیک صرف مذہبی پیشواؤں اور پارسی عالموں (دستور) پر واجب تھا، یونانیوں کے نزدیک صرف عورتوں پر فرض تھا مرد اس سے مستثنیٰ تھے۔

اسلام نے اس کو ہر قسم کی طبقہ داری قید اور بندش سے آزاد کر کے بالکل عام کر دیا اور اعلان کر دیا گیا کہ:۔

"فمن شهد منكم الشهر فليصمه" (سو تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پائے لازم ہے کہ وہ (مہینہ بھر) روزہ رکھے)۔

قدیم مذاہب میں اس تخصیص اور امتیازی حکم کے باوجود لوگ اس سے مستثنیٰ نہ تھے اسلام نے اگر ان سب معذوروں کو سہولت بہم پہنچائی ان کے لئے آسانی پیدا فرمائی اور ان کو پوری رعایت دی۔

"فمن كان منكم مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر۔ (پھر تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں اس پر دوسرے دنوں کا شمار رکھنا (لازم ہے)۔

دوسری جگہ آتا ہے:۔

"وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين۔ (اور جو لوگ اسے مشکل سے برداشت کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے (کہ وہ) ایک مسکین کا کھانا ہے)۔

بہت سے مذاہب میں اس قدر غلو اور تشدد تھا کہ چالیس چالیس روز تک غذا کی ممانعت کر دی گئی تھی، بعض مذاہب میں اس قدر آزادی اور توسع سے کام لیا گیا کہ صرف گوشت کھانا ممنوع قرار دیا گیا اور باقی ہر چیز جائز کر دی گئی، لیکن اسلام کا حکیمانہ قانون اس تشدد و غلو اور ضرورت سے زائد توسع و آزادی دونوں کے خلاف ہے اسلامی روزہ ایک معتدل اور عادلانہ روزہ ہے جس میں نہ جسم کو ایذا پہونچانے اور اپنے کو زندہ درگور کر دینے کی اجازت ہے اور نہ لگام کو بالکل ہاتھ سے چھوڑ دینے اور "خیالی جنت" میں رہنے کی۔

یہودی افطار کے وقت جتنا کھا لیتے اسی پر اکتفا کرتے تھے اور اس کے بعد کوئی اور چیز کھانا یا آرام کرنا ناجائز سمجھتے تھے رات میں بھی وہ ہر قسم کے مباح کاموں اور کھانے پینے سے احتراز کرتے تھے، اسلام نے ان سب خود ساختہ قیود کو ختم کیا اور قرآن مجید نے اعلان کر دیا،

"وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر"

(اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ تم پر صبح کا سفید خط سیاہ خط سے نمایاں ہو جائے)۔

اس نے خطا اور نسیان سے سرزد ہونے والی غلطیوں پر بھی کوئی گرفت نہیں کی۔

اسلام میں اضطراری افعال اور مجبوریوں سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، خلاً قے، نکسیر پھوٹ جانا اور احتلام۔

اکثر قدیم مذاہب میں روزہ شمسی مہینوں کے حساب سے رکھا جاتا تھا اور اس کے لئے ریاضیات و فلکیات کے بڑے علم اور تقویم شناسی کی ضرورت تھی، پھر یہ کہ یہ دن ہمیشہ خاص اور متعین مہینوں میں پڑتے تھے اور ان میں کوئی تغیر نہ ہوتا تھا، لیکن اسلامی روزہ قمری مہینوں کے ساتھ اور رویت ہلال کے ساتھ مربوط ہے۔

قرآن مجید میں آتا ہے کہ:۔

"يسئلونك عن الاهلة قل هي مواقيت للناس والحج"

(آپ سے لوگ، نئے چاندوں کے باب میں دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ وہ لوگوں کے لئے اور حج کے لئے آلۂ شناخت اوقات ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "اس کو دیکھ کر روزہ رکھو اور اس کو دیکھ کر روزہ ختم کرو اگر بدلی آجائے (اور چاند نظر نہ آئے) تو تیس روزے پورے کرو۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ "جب تک چاند دیکھ نہ لو اس وقت تک

روزہ نہ رکھو اور جب تک چاند دیکھ نہ لو روزے کا مہینہ ختم نہ سمجھو، اگر مطلع صاف نہ ہو تو اندازہ کر لو"۔

اس حکم کی سب سے بڑی سہولت اور فائدہ یہ ہے کہ دنیا کے تمام مسلمان خواہ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتے ہوں یا دور دراز نامعلوم مقامات پر، جنگلوں کے اندر بسنے والے ہوں یا دیہاتوں اور شہروں میں رہنے والے سب بلا کسی مشقت اور تکلف کے اور بلا علم ریاضی کے آسانی کے ساتھ روزہ شروع کر سکتے ہیں اور ختم کر سکتے ہیں، اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ رمضان بدل بدل کر مختلف موسموں میں آتا ہے، یہ کبھی گرمی میں پڑتا ہے کبھی جاڑے میں، اس لئے مسلمانوں کو ہر سال جھلسا دینے والی گرمی اور جلا دینے والی لو یا صرف انتہائی سرد موسم اور کڑاکے کی سردی ہی سے واسطہ نہیں پڑتا بلکہ موسموں کے تغیر اور آب و ہوا کی تبدیلی کا فائدہ بھی ان کو حاصل ہوتا ہے، وہ ان دونوں حالتوں سے مانوس اور دونوں چیزوں کے عادی ہوتے ہیں، اور ہر حالت میں صابر و شاکر، اجر و ثواب کے طالب، رحمت الٰہی کے امیدوار اور رضائے الٰہی کے آرزومند نظر آتے ہیں۔

جب کوئی ایسا شخص جو ایمان کی نعمت سے سرفراز اور اسلام کی دولت سے مالامال ہے اور قدیم مذاہب میں روزہ کے آداب و احکام اور اس کی شکل و ہیئت اور اس کے تاریخ و فلسفہ سے بھی واقف ہے، نیز ان حاملین مذہب کے روزہ داروں کی حالت بھی اس کی نظر کے سامنے ہے، ان کے روزہ کا موازنہ اسلامی روزہ اور اس کے آداب و احکام کے ساتھ کرتا ہے تو اس کی زبان پر بے ساختہ خدا کی حمد و ثنا اور شکر کے زمزمے جاری ہو جاتے ہیں اور اس کے رونگٹے رونگٹے سے یہ صدا آتی ہے:۔

"الحمد لله الذى هدانا لهذا وماكنا لنهتدى لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق۔

(ساری) تعریف ہے اللہ کے لئے جس نے ہم کو اس (مقام) تک پہنچا دیا، اور ہم تو کبھی بھی یہاں تک) نہ پہنچتے اگر اللہ نے ہم کو نہ پہنچا دیا ہوتا، واقعی ہمارے پروردگار کے پیغمبر سچائی کے ساتھ آتے تھے۔

اپیل
مدرسۃ البنات
سرگاؤں۔ ضلع بلاسپور

بچوں کی دینی تعلیم کے لئے تو جگہ جگہ مکاتب و مدارس قائم ہیں لیکن بچیوں کے لئے تعلیمگاہوں کی تعداد ملک میں بہت کم ہے، بالخصوص مدھیہ پردیش کا علاقہ بچوں اور بچیوں دونوں ہی کے لحاظ سے انتہائی پسماندہ کہا جا سکتا ہے، بعض دردمند مسلمانوں کے مشورہ اور رائے نیز علماء کرام کی رہنمائی میں قصبہ سرگاؤں ضلع بلاسپور (مدھیہ پردیس) میں ڈیڑھ سال قبل ایک اقامتی درسگاہ، بچیوں کے لئے قائم کردی گئی ہے جہاں ستر (۷۰) مقامی اور بیرونی طالبات دینی تعلیم حاصل کر رہی ہیں جن میں ۲۲ طالبات دارالاقامہ میں مقیم ہیں جس کے درجات ثانوی اور درجات عربی کا نصاب دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے علماء نے تجویز کیا ہے۔

بچیوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں "مدرسۃ البنات" کا پورا انتظام دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے تعلیمی و تربیتی نظام کے مطابق ہے، شرعی طور پر پردہ کا مکمل انتظام ہے۔ مدرسہ کا سالانہ بجٹ پچیس ہزار ہے۔ اس ماہ مقدس میں عام دردمند اور ملت کے اہل خیر احباب سے اس مدرسہ کی مالی معاونت کی درخواست ہے۔

چک اور ڈرافٹ منی آرڈر بھیجنے کا پتہ درج ذیل ہے:

"ناظم مدرسۃ البنات" سرگاؤں، ضلع بلاسپور (ایم۔پی)

حاجی عبدالستار میمن، ناظم مدرسۃ البنات، قصبہ سرگاؤں، ضلع بلاسپور (ایم۔پی)

اسلامی و دینی درسگاہوں کا کل ہند سروے

مسلم زیر انتظام ہائی اسکولوں، کالجوں اور ڈگری کالجوں کا کل ہند سروے مکمل کرنے کے بعد ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی اب پورے ملک میں پھیلی ہوئی اسلامی اور دینی درسگاہوں کا کل ہند سروے کرنا چاہتی ہے۔ ابتدائی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں، سوالنامہ بھی مرتب ہو چکا ہے۔ ایسی تمام اسلامی اور دینی درسگاہوں کے ذمہ داران سے درخواست ہے کہ وہ مندرجہ ذیل پتے پر اپنے نام پتے بھیج دیں اور ساتھ ہی یہ تفصیلات بھی کہ مدرسہ کب قائم ہوا تھا اور اس میں کس نصاب کے تحت تعلیم دی جاتی ہے۔

سید شمیم شاہ
ایڈمنسٹریٹو سکریٹری
ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی
ہمدرد نگر۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۶۲

بمبئی میں
خالص گھی اور میوہ جات سے بھرپور
مٹھائیاں اور حلویات
عمدہ و لذیذ
سلیمانی افلاطون
اس کے علاوہ خصوصی پیش کش
ڈرائی فروٹ برفی
بلک کیک • قلاقند • ملائی • برفی • کوکونٹ ملائی برفی
ہر قسم کے تازہ و خستہ
بسکٹ
اور
نان خطائیاں
خریدنے کا قابل اعتماد مرکز
سلیمان عثمان مٹھائی والے
مینارہ مسجد کے نیچے، بمبئی
فون 320059
برانچ:۔ ۳۳۔ محمد علی روڈ بمبئی ۳

دنیا نہیں حبِ دنیا بری ہے

تحریر: مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی

عربی سے ترجمہ: احمد الرحسن

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ مال و دولت کی محبت ایسی چیز ہے کہ دل جس کی محبت سے سو فیصدی خالی ہوں اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جاہ و منصب ایسے امور ہیں کہ وہ مسلمانوں پر حرام ہیں اور اس کی تمنا و آرزو اور حصول ان کے لئے ناجائز ہے۔

بلکہ ہمارا کہنا یہ ہے کہ مال و دولت کی وہ محبت جو دل و دماغ پر اس طرح چھا جائے کہ آدمی کو اپنے دین و دنیا کے اہم ترین معاملات سے غافل کر دے اور ان امور سے بے پرواہ کر دے جو خدا کو پسند اور ضمیر انسانی کے موافق ہوں۔ اسلام اپنے متبعین کو اس محبت کی اجازت نہیں دیتا اور ان کے لئے اس کی خواہش کرنے اور اس کے بارے میں غور و فکر اور کوشش کرنے کو بھی کسی حال میں گوارہ نہیں کرتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:۔

"کلا ان الانسان لیطغیٰ أن رآہ استغنیٰ"

(سچ مچ بیشک آدمی حد سے نکل جاتا ہے اس وجہ سے کہ اپنے کو مستغنی دیکھتا ہے)۔

"وانہ لحب الخیر لشدید"

(اور وہ مال کی محبت میں بڑا مضبوط ہے)۔

"واما من بخل واستغنیٰ وکذب بالحسنیٰ فسنیسرہ للعسریٰ"

(اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی اختیار کی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اسکو تکلیف کی چیز کے لئے سامان دیدیں گے)۔

مال و دولت کی یہی وہ محبت ہے جو انسان کو لوگوں کے خلاف سرکشی اور اخلاق فاضلہ، اقدار انسانی اور محبت و اطاعت، حقوق و واجبات، آخرت کے لئے سامان مہیا کرنے اور اس زندگی کے بعد والی دنیا کی تیاری سے غافل کرنے کا سبب بن جاتی ہے جہاں نہ مال کام آئیگا نہ اولاد، یہ وہ محبت ہے جو اس زندگی کے بعد والی زندگی سے بے پرواہ کر دیتی ہے حالانکہ وہاں مادی دولت اور سونے چاندی کا ڈھیر بے سود ہوگا، ہاں! اگر کچھ کام آئے گا تو صرف عمل خیر جو رضائے الٰہی کے لئے کیا گیا ہوگا۔

جاہ و منصب کی محبت جب مزاجوں اور طبیعتوں میں اس حد تک سرایت کر جائے کہ انسان کو اس کی راہ میں بڑی سے بڑی قیمت ادا کرنے میں کوئی دریغ نہ ہو اور اسے اپنے نفس کی خاطر رسوا کن موقف اپنانے اور اپنی عزت و شرافت کا گھٹیا سودا کرنے میں تردد نہ ہو تو اسلام اس محبت کو ناپسند کرتا ہے اور اس پر نکیر کرتا ہے جیسا کہ خداوند کریم اس عظیم المرتبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ اور یہ اس وقت فرماتا ہے جب آپ کی طرف سے حالات یا مصالح کی رعایت کی جھلک دکھائی دے رہی تھی تو خدا حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے فرض کی ادائیگی میں کسی کا لحاظ نہ فرمائیں۔ فرمایا:۔

"یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ"۔

(اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس (پیغام) کو پہونچا دیں جو آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا اور اگر (ایسا) نہیں کیا تو آپ نے اس کے پیغام کو نہیں پہونچایا)۔

حب مال وحب جاہ نے جب بھی مقررہ حدود سے تجاوز کیا اور حق و فضیلت کا لحاظ کئے بغیر اس سے آگے بڑھی تو امت کی زندگی کے لئے ایک بڑا خطرہ بن گئی اور اخلاقی اقدار کو پامال کر دیا اس لئے کہ انسان جب اپنی ذمہ داری کو فراموش کر دیتا ہے اور اپنے مقصد سے غافل ہو جاتا ہے اور اپنے مقام سے اتر کر جانوروں اور چوپایوں کی منزل پر آجاتا ہے تو اس وقت حالات کی خرابی جو بھی رنگ لائے کم ہے۔ اس کے نتیجہ میں زندگی میں ایسی خرابیاں اور برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا اور وہ یہ سمجھتا رہتا ہے کہ خدا کا مطیع و فرمانبردار بندہ اور اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہے حالانکہ اس غیر طبعی محبت کا مزاج یہ ہے کہ وہ پورے ڈھانچہ کو کمزور اور ایمان، رعب و دبدبہ کو غیر محسوس طور پر ختم کر دیتا ہے اور اس کو ضعف و فساد کے آخری درجہ تک پہونچا دیتا ہے۔

عام انسان اور خاص طور سے اسلام سے قبل کے پرستاران تہذیب سلطنت کسریٰ و روم کی زندگی محض مال و دولت اور جاہ و جبروت کی غیر شرعی و غیر قانونی چاہت کا نمونہ تھی جس نے ایک عام فساد برپا کیا اور سماج و زندگی میں مطلوب توازن کا خاتمہ کر دیا اسی کا نتیجہ تھا کہ وہاں احساس برتری، کبر و نخوت اور برائی سے وہ اونچا طبقہ وجود میں آیا کہ جو اپنے لئے ہر ظلم و تعدی کو جائز سمجھتا تھا بلکہ اس کے نزدیک ہر ظلم، انصاف اور ہر زیادتی، مہربانی تھی وہ بلند و برتر طبقہ انسانوں کو بلند و پست اور حاکم و محکوم کے درمیان تقسیم کرتا تھا تاکہ حکمراں طبقہ غریبوں کی ہڈیوں پر داد عیش دے خواہ عقل و دانائی میں اس سے فائق ہی کیوں نہ ہو۔

ہر شخص جاہ و مال کے پیچھے دوڑ رہا تھا اور اس غلط خواہش کو پورا کرنے میں اپنے ماتحت کا آخری قطرۂ خون بھی چوس لینا چاہتا تھا اس فضا میں جو صاحب حیثیت ہو جاتا اور اسے زندگی میں کوئی مقام حاصل ہو جاتا وہ اپنے کو سعادت اور خوش بختی کی چوٹی پر خیال کرتا اور اپنے سوا ہر شخص کے ساتھ اہانت و تمسخر، ظلم و زیادتی کا برتاؤ کرتا اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ اس غیر طبعی محبت نے ایک بڑے ظالمانہ اور جابرانہ عہد کا نمونہ پیش کیا ہے اور انسانی سماج میں ایسا اخلاقی اور نفسیاتی بگاڑ اور بیماریاں بھر دیں کہ جس کی جڑیں بہت گہری تھیں، اور انسانوں کو انحطاط اور پستی کے ایسے گہرے اور عمیق غار میں ڈھکیل دیا کہ انھیں اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ جس ماحول میں زندگی بسر کر رہے ہیں اس سے بلند اور بہتر زندگی بھی ہو سکتی ہے لیکن: تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ یہ حالت زیادہ مدت تک برقرار نہیں رہی بلکہ ان دونوں منحوس تہذیبوں کے محل بہت جلد مسمار ہو گئے۔

اس بدبختی اور فساد کا نتیجہ تھا کہ اسلام آیا تو اس نے ظلم و جور کی ستائی ہوئی انسانیت کی دستگیری کی اور اسے اس برے انجام سے بچا لیا جس کا تاریخ نے فیصلہ کر دیا تھا پھر اچھائی اور انصاف تواضع و احترام، ایمان باللہ اس کے منصفانہ احکام اور بہتر فیصلے کے سامنے تسلیم و رضا کی بنیاد پر انسانوں کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ جناب خاتم الانبیاء والرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے رسالت کو وابستہ کر دیا گیا کیونکہ آپ نے زندگی کے بہاؤ اور معاملات کے دھاروں کو دیکھا تھا۔

آپ نے لوگوں کو گہرائی اور بصیرت سے سبق دیا، آپ اپنے گرد و پیش پھیلی ہوئی گمراہیوں اور کجرویوں سے فکر مند تھے آپ نے دیکھا کہ عام فساد کا سب سے بڑا سبب وسائل کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی ادھا دھند کوشش ہے اور یہ کوشش، جھوٹی عزت، پرفریب جاہ و حشمت اور بناوٹی منصب کو حاصل کرنے کے لئے ہے۔

اکثر و بیشتر زندگی، محبت کے ان دونوں پہلوؤں کے درمیان چکر لگا رہی تھی یا الفاظ کے تھوڑے تغیر سے اسے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ چکی کے ان دو پاٹوں کے درمیان انسانیت پس رہی تھی اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں سب سے پہلا جو کام کیا وہ یہ تھا کہ آپ نے دلوں سے مال کی محبت اور لذت و آرام کی طلب کو نکالا اور اس کی جگہ انفاق، بھلائی اور رفاہیت اطمینان وسکون پیدا کرنے کی راہ میں جان و مال کی قربانی کی مثال پیش کیا یہاں تک کہ جب آپ نے مسلمانوں کو نصرت دین اور اسلام کے کلمہ کو جاگزیں کرنے کے لئے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دی تو انھوں نے گرمجوشی دکھائی اور آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور مال وجائداد کو ان کی راہ میں پیش کر دیا اور لذت کوشی و آرام طلبی سے دامن کو بچا لیا۔

آپ نے ان کے دلوں سے جاہ و منصب کی محبت اس طرح نکال دی کہ جس کو سرداری اور حکومت حاصل تھی اس کو اس سے دستبردار ہونا اور کسی غیر کو سونپنا زیادہ محبوب تھا۔ آپ نے دلوں کو اس اندھی محبت سے پاک فرما دیا تھا اور سب کو ایک ہی صف اور ایک ہی مقام پر کھڑا فرما دیا تھا کہ سب کے سب خدا کے بندے اور ایک دین کے ماننے والے ہیں اور ہر ایک خدا کا سپاہی ہے، نہ کوئی

سردار نہ کوئی تابعدار نہ کوئی خادم نہ کوئی مخدوم نہ کوئی آقا نہ کوئی غلام نہ کوئی حاکم نہ کوئی محکوم۔ اس لئے جب آپ نے جہاد میں نکلنے کا حکم دیا تو سب کے سب تیار ہو گئے اور جب آپ نے مجاہدین کی مدد کا ان سے مطالبہ فرمایا تو مردوں نے اپنے مال و اسباب سے اور عورتوں نے اپنے زیورات اور لباسوں سے مدد کی۔

ایک پاکیزہ اسلامی سماج کا قیام عمل میں آیا جو بذل و انفاق اور خرچ و امداد تواضع وانکساری، بھائی چارگی اور حقوق سے دستبردار ہونے اور منصب و جاہ سے منہ موڑ لینے کے جذبات کی تصویر پیش کر رہا تھا اور انسان اپنے مناسب مقام پر پہونچ گیا اور ہر چیز اپنے حدود میں آگئی چنانچہ اسلامی تاریخ نے مکمل اسلامی زندگی کے ایسے اعلیٰ نمونے محفوظ کئے کہ جس میں مال و دولت، جاہ و منصب، دنیا کے اسباب سے بے رغبتی اور توشۂ آخرت کی تیاری جس دلچسپی اور جنت کی طلب میں بہترین خوبیوں کی کارفرمائی تھی، صحابہ کرام کی زندگی کے واقعات تاریخ انسانی کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہیں پھر اسلامی زندگی اسی عمدہ نہج اور روشن طریقہ پر خلفائے راشدین کے عہد تک رواں دواں رہی اور دنیا کی نگاہوں نے مسلمانوں کے اس مثالی نمونہ کو زندگی کے ہر میدان اور ہر موقع پر دیکھا۔

جب تاریخ اسلامی کا وہ دور سعید ختم ہوا تو ایک نئے دور نے جنم لیا جو اپنے گزشتہ دور کی طرح روشن اور تابناک نہیں تھا بلکہ اس پر غبار جم چکا تھا اور امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں کچھ فساد اور ضعف پیدا ہو چکا تھا، اب حکومت پر اموی قابض تھے ان کے آتے ہی حالات یکسر بدل گئے اور ایسے رسوم ورواج اور عادات و اطوار نے جنم لیا جو اس سے قبل نہ تھے اور مال و جاہ کی محبت اپنے پر پھیلانے اور اپنے قدم جمانے لگی جس کی وجہ سے سماج میں منکرات اور خیانتیں، رشوت اور حکومت کے مال کی لوٹ کھسوٹ شروع ہو گئی اور خلیفہ کے بجائے ایک شہنشاہ کا وجود سامنے آیا جس کی ہیبت اور رعب و دبدبہ کے سامنے عام آدمی کے لئے کھڑے ہونے کی گنجائش نہ تھی وہ ہزار پردوں کے پیچھے رہنے لگا کہ ضرورتمندوں سے ملنا مشکل ہو گیا اور وہ بذات خود حالات و واقعات سے باخبر نہیں ہو سکتا تھا سوائے اس کے کہ اس کے وزراء و معاونین اور خاص مقربین جن واقعات کی اطلاع دینا چاہیں وہی اس کو معلوم ہو سکتی تھیں۔

دلوں میں مال کی محبت اس حد تک بڑھی کو وسیع پیمانہ پر رشوت و خیانت کا بازار گرم ہوا اور حکومت کا مال خلیفہ اور اس کے خاندان کی جاگیر بن گیا اور خرابی اس حد کو پہونچی کہ لوگوں کی نگاہوں میں اس کا عیب عیب نہ رہا اور مال و دولت کی ہوس اور اس کی ذخیرہ اندوزی ان کا فکر اور مقصد اولیں بن گئی کہ حکومت میں معمولی وظیفہ خوار کا مزاج اتنا بگڑ چکا تھا کہ وہ عوام پر ظلم و زیادتی ان کے حقوق کی پامالی اور اہانت آمیز برتاؤ پر اتر آیا اس طرح پورا سماج انسانوں کی بدبختی کا ایک نمونہ بن گیا۔

لیکن تائید غیبی سے ایک معجزہ یہ ظاہر ہوا کہ اچانک حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی لاعلمی میں خلافت ان کے ہاتھوں میں پہونچ گئی (واللہ کی مرضیات میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے) اس وقت کے حالات کا تقاضا تھا کہ یہ نیا خلیفہ بھی زیب و زینت اختیار کرتا اور کبر و نخوت میں مبتلا ہو جاتا اور حکومت کے مال کو اپنی خاص جاگیر اور ملکیت سمجھ لیتا اور کھانے پینے اور لباس میں اسراف کرتا کیونکہ آپ بیحد حسین و جمیل اور عمدہ قد و قامت کے تھے، ہر چیز میں خوبی اور عمدگی پیدا کرتے تھے خوشبو لگاتے تو فضا معطر ہو جاتی اور چال ایسی چلتے تھے کہ بچیاں اس کی نقل کرتی تھیں۔

تاریخ اپنا قلم رد کے کھڑی تھی تاکہ حب مال و جاہ کے ایک نئے صفحہ پر ایسی تصویر بنائے جو شدت و سیاہی میں اپنے گذشتہ دور کو بھی ماند کر دے لیکن بھلا یہ کہاں ممکن تھا کہ وہ اپنا مقصود حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی ہستی میں پا سکتی جسے خدا تعالیٰ نے پانچواں خلیفۂ راشد منتخب فرما لیا تھا۔

آپ نے حکومت کی ذمہ داری سنبھالی تو خلافت کی سواری آپ کے انتظار میں تھی ایسی عالیشان سواری جو عمدہ گھوڑوں اور نئے ساز و سامان سے آراستہ اور ایسے شہسواروں پر مشتمل تھی جو اس کے آگے آگے چل رہے تھے اور اس کے پیچھے بھی حفاظتی دستہ پا بہ رکاب تھا آپ ان تمام ظاہری رنگینیوں سے منہ موڑ کر فرماتے ہیں کہ میرا خچر لاؤ، پھر آپ نے آرائش وزیبائش اور شان و شوکت اور خلافت کے ان سارے مظاہر کو مسلمانوں کے بیت المال میں داخل فرما دیا یہاں تک کہ اس عظیم منصب کو قبول کرنے کے بعد اپنے مال و جائداد اور اپنی بیوی کے تمام زیورات تک کو اپنے پاس رکھنے کے روادار نہ ہوئے بلکہ ان تمام چیزوں کو بیت المال میں دیدیا اور ایک کرتا پر اکتفا کیا جسے آپ ہر جمعہ کو دھوتے تھے اور اسکے سوکھنے کا انتظار فرماتے تھے تاکہ اسے پہن کر جمعہ کی نماز پڑھ سکیں۔

حکومت امویہ کا یہ دستور چلا آرہا تھا کہ خلیفہ جس راہ سے گزرتا تھا اسے فرش و قالین سے آراستہ کیا جاتا تھا اس لئے انھوں نے آپ کے خلافت قبول فرمانے پر یہی کیا لیکن آپ نے اسے بھی قبول کرنے سے انکار فرما دیا اور اپنے غلام "مزاحم" سے فرمایا کہ ان تمام اموال کو بیت المال میں داخل کر دو۔

سلیمان بن عبد الملک کے خاندان والے آپ کی خدمت میں دار الامارت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ کو سلیمان کو چھوڑے ہوئے ساز وسامان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ آپ کا حصہ ہے اور یہ ہمارا حصہ ہے، حضرت عمر بن عبد العزیزؒ ان سے پوچھتے ہیں کہ یہ سب کیا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ یہ ان ملبوسات و عطریات میں سے ہیں جنھیں خلیفۂ سابق نے پہنا اور استعمال کیا ہے تو جو اس نے استعمال کیا وہ اس کی اولاد کا حصہ ہے اور جو خوشبو و لباس اس نے استعمال نہیں کیا ہے وہ خلیفہ کے لئے ہے اس لئے یہ آپ کا حصہ ہے۔ یہ سننے کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیزؒ قطعی فیصلہ صادر فرماتے ہیں کہ یہ نہ تو میرا ہے نہ سلیمان کا نہ تمہارا۔ مزاحم! یہ سب بیت المال میں داخل کر دو۔

آپ نے معمولی زندگی بسر فرمائی جیسے کہ ایک عام آدمی ہوں گویا آپ خلیفہ نہیں ہیں یہاں تک کہ آپ کا یومیہ خرچ دو درہم سے زیادہ نہ تھا آپ کی تواضع اور اپنی ذات کو سب سے حقیر سمجھنے اور حکومت کی ذمہ داری کے شعور و احساس کے بہت سے واقعات ہیں جن کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ یہ سب آپ کے حب جاہ و مال سے کنارہ کشی اور اعراض کی دلیل ہیں آپ جب اس محبت سے بے نیاز ہوئے تو حکومت سر کے بل آپ کے پاس آئی۔

حب مال سے آپ کس قدر دور تھے اس کا اندازہ لگانے کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ اپنے لئے وظیفہ کے قبول کرنے پر رضامند نہ ہوئے اور ان ٹیکسوں سے بھی راضی نہ تھے جو عوام الناس پر لگائے گئے تھے بلکہ آپ نے ان تمام ٹیکسوں کو آمدنی کے خسارے کی ذرا بھی پرواہ کئے بغیر منسوخ فرما دیا اور جزیہ جو کہ بیت المال کے عظیم ذرائع آمدنی میں سے تھا جو حکومت کے اخراجات کو پورا کرتا تھا جب آپ کی خدمت میں بعض امراء اور عاملین نے شکایت کی کہ اگر ذمیوں نے اسی طرح اسلام قبول کرنیکا سلسلہ جاری رکھا تو ذرائع آمدنی کم ہو جائیں گے، اور یہ صورت حال ایسی ہوگی کہ جس سے بیت المال کو بڑا خسارہ لاحق ہوگا تو آپ نے اس کا جواب بغیر کسی تردد اور گھبراہٹ کے دیا: "ان اللہ جل ثناؤہ بعث محمداً صلی اللہ علیہ وسلم داعیاً الی الاسلام ولم یبعثہ جابیاً" یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کا داعی بنا کر مبعوث فرمایا تھا نہ کہ ٹیکس وصول کرنے والا۔

مال و دولت سے اعراض کرنے کے سلسلہ میں آپ کے بہت سے واقعات اور حکایات ہیں جو سب کے سب حکومت میں آپ کی بڑی کامیابی کی نشاندہی کرنیوالے ہیں آپ کے جو کارنامے مال و دولت اور جاہ و منصب کی محبت کو ختم کرنے کے سلسلہ میں ہیں وہ سارے کارنامے ان حکام و خلفاء علماء و زعماء کے لئے منارۂ نور ہیں جو جاہ و منصب اور مال و دولت کے جادو کا شکار ہیں اور ان دونوں محبتوں کے حصول اور ان کو فزوں تر کرنے میں اپنی ساری کوششیں اور حوصلے لگا رہے ہیں اور فساد کے ان جراثیم کے سلسلہ میں یہی سب سے بڑا راز ہے کہ جو ہمارے نفوس میں داخل ہو چکے ہیں اور ہمارے گوشت پوست کے ساتھ مل چکے ہیں۔

وہ حضرات جو دین اسلام کی ترجمانی کر رہے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ عالم اور داعی ہیں کیا ان کے لئے ان دونوں محبتوں سے نکلنے اور اپنے دامن کو بچانے کی کوئی صورت اور راستہ ہے۔؟!

نگران اعلیٰ:
مولانا ابو العرفان ندوی
مجلس ادارت:
شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی
پرنٹر پبلشر جمیل احمد ندوی نے کینس اینڈ کمپنی پرائیوٹ لمیٹڈ ۲۹- نول کشور روڈ، لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر "تعمیر حیات" شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے لئے شائع کیا۔

جامعہ نظیمیہ ـــ سری لنکا اور حاجی محمد نظیم صاحب

مشاہدات وتاثرات

از: سید سلمان حسنی ندوی، استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء

سری لنکا، جسے لنکا، سیلون اور سراندیپ بھی کہتے ہیں، ہندوستان کے جنوب مشرق میں "رامیشورم" سے قریب ایک جزیرہ ہے، خط استوا پر وقوع اور کثرت بارش کی وجہ سے بہت زیادہ سرسبز وشاداب ہے، اس کا درمیانی خطہ نہایت خوبصورت اور طبعی مناظر سے پُر ہے، چائے کے بکثرت باغات پائے جاتے ہیں، جغرافیہ دانوں کا کہنا ہے کہ ایک زمانہ میں یہ جزیرہ ہندوستان سے ملا ہوا تھا، پھر گردش زمانہ نے دونوں کو جدا کر دیا، لیکن جنوبی ہند سے قرب کی وجہ سے وہ اپنے تمدن وتہذیب اور رنگ ونسل میں کیرالہ اور مدراس سے بہت مشابہ ہے۔

اس جزیرہ میں چائے کی بکثرت پیداوار ہے، چاول، ربڑ وغیرہ بھی خوب پایا جاتا ہے، لیکن اتنا نہیں ہوتا کہ برآمد کیا جاسکے، بلکہ چاول ملک کی ضرورت سے کم ہوتا ہے، اور درآمد بھی کیا جاتا ہے، ناریل کے درخت اس کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ پورا جزیرہ ان سے ڈھکا ہوا محسوس ہوتا ہے، انناس اور آم کی بھی اچھی پیداوار ہے، لیکن اقتصادی طور پر پسماندہ ملکوں میں اس کا شمار ہے۔

عمارتوں اور گھروں کا طرز اور لوگوں کا رہن سہن اور لباس بالکل جنوبی ہند کی طرح ہے، لوگ عام طور پر دُبلے، چھوٹے قد کے اور سانولے ہوتے ہیں، پورے ملک میں ایسا لگتا ہے کہ صرف ایک ہی نسل پائی جاتی ہے۔

بدھسٹوں کی اکثریت اور ان ہی کی حکومت ہے، کہا جاتا ہے کہ بودھسٹ ہندوستان میں اشوکا کی سلطنت کے زمانہ میں یہاں آئے، اور یہاں کے باشندوں نے تیزی سے بدھ مت قبول کر لیا، پہلی دوسری صدی ہجری سے مسلمان بھی یہاں آنا شروع ہو گئے، جو شروع شروع میں جزیرہ کے جنوبی مغربی ساحل پر آئے، لیکن اسلام اکثریت کا مذہب نہ ہو سکا، مسلمان مورخین کا کہنا ہے کہ پرتگالی سامراج کو اسلام کے نہ پھیلنے میں بہت دخل ہے۔ پرتگالی حکومت نے مسلمانوں کا نہ صرف تصفیہ کیا بلکہ اصل باشندوں سے ان کے تعلقات خراب کرنے کی بھی بھرپور کوششیں کیں۔ یہ جزیرہ پرتگالی، ہالینڈی اور پھر برطانوی سامراج کے زیر اثر رہا، ملک کی آزادی کے بعد جمہوریہ سری لنکا پر بدھوں کی حکومت ہو گئی۔

ملک کی کل آبادی ۱۴ ملین ہے اور مسلمانوں کی تعداد ۱۲ لاکھ ہے۔ اس طرح مسلمان کُل آبادی کا ۷ فیصد ہیں۔ ہندو ۱۲ فیصد، عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں سے کم ہے۔ مسلمان پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں، کسی ایک جگہ پر اُن کی آبادی نہیں ہے، شروع ہی سے مسلمانوں اور بدھوں کے تعلقات اچھے رہے اور آجکل اور بھی اچھے ہیں۔ موجودہ حکومت میں جو صدارتی و وزارتی نظام کی مخلوط شکل پر قائم ہے اور جس میں اصل اختیارات صدر ہی کے ہوتے ہیں کئی مسلمان وزراء ہیں، وزیر خارجہ بھی مسلمان ہیں، ان کا نام شاہ الحمید ہے، جناب محمد حنیفہ صاحب جو رابطہ عالم اسلامی کے ممبر ہیں۔ تین وزارتوں پر بیک وقت فائز ہیں، جن میں ایک وزارت مواصلات اور وزارت امور اسلامیہ بھی ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ تعلیمی، اقتصادی، سیاسی اور دینی تمام امور میں بڑی مراعات ہیں، سرکاری اسکولوں میں پڑھنے والے مسلمان بچوں کا لباس بودھ بچوں سے الگ ہے، بودھ مذہبی روایات سے مسلمان مستثنیٰ ہیں۔ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے تمام سرکاری دفاتر اور اداروں میں مسلمانوں کو ایک گھنٹہ کی باقاعدہ چھٹی ملتی ہے، روزانہ ڈیڑھ گھنٹہ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر مسلمانوں کے متعلق پروگرام ہوتا ہے، عید وغیرہ کے موقعوں پر دن بھر ریڈیو اور ٹیلیویژن مسلمانوں کے پروگراموں کے لئے وقف رہتے ہیں، رمضان میں خاص اہتمام ہوتا ہے، مسلمانوں کو اپنے پرائیویٹ ادارے قائم کرنے اور دینی پروگرام کرنے کی پوری آزادی ہے۔

کولمبو، سری لنکا کا دار السلطنت ہے، وہ مغربی ساحل سے قریب واقع ہے، اس شہر کی آبادی تقریباً ۳۰ لاکھ ہے، اس کے بعض حصے بمبئی اور مدراس سے بہت مشابہ ہیں، بلند عمارتیں بہت کم ہی پائی جاتی ہیں، تمام عمارتوں کی چھتیں کھپریل کی ہیں، عام طور پر مکان کی مکانیت، وسعت، خوبصورتی کا اندازہ باہر سے نہیں کیا جاسکتا۔

کولمبو سے ۳۵ میل کے فاصلہ پر ایک شہر بیروالا (BERUWALA) نامی ہے، یہ شہر بالکل مغربی ساحل پر آباد ہے اس کے مشرق میں ایک گاؤں "چائنا فورٹ" کے نام سے پایا جاتا ہے، اس گاؤں میں صرف مسلمانوں کی آبادی ہے، گاؤں کے اکثر مسلمان جواہرات کے تاجر اور بڑے خوشحال ہیں۔ اسی گاؤں میں جامعہ نظیمیہ قائم کیا گیا ہے اور یہیں حاجی محمد نظیم صاحب رہتے ہیں۔

جامعہ کے تعارف سے پہلے حاجی صاحب کا تعارف ضروری ہے، جن کی ایک زمانہ سے یہ تمنا تھی کہ حضرت مولانا علی میاں تشریف لائیں اور جامعہ کا معائنہ فرمائیں اور مفید مشوروں اور تجویزوں سے نوازیں، اس سلسلہ میں اہل جامعہ نے رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سکریٹری شیخ محمد علی الحرکان سے بھی درخواست کی تھی، اور سال ڈیڑھ سال سے دعوت ناموں کا سلسلہ چل رہا تھا، لیکن کچھ حالات ایسے پیش آتے رہے کہ سفر ٹلتا رہا، اس دوران جامعہ سے بعض وفود بھی براہ راست دعوت دینے کے لئے آئے، آخرش حضرت مولانا نے سفر کے لئے مئی کے دوسرے ہفتہ کی تاریخیں طے فرمائیں، ۹ رمئی کو جامعہ کا پہلا جلسہ تقسیم اسناد تھا، اسی تاریخ کو بمبئی سے کولمبو کا ریزرویشن کرایا گیا۔ ۸ بجے صبح روانہ ہوئے اور ۱۰ بجے کولمبو ہوائی اڈہ پہونچے۔ حاجی صاحب کی طلب پر وزارت خارجہ کی طرف سے استقبال کیا گیا، اور وی۔ آئی۔ پی لاؤنج لے جایا گیا، یہاں مولانا شہید اللہ صاحب کے علاوہ تمام چہرے نئے تھے، مدراسی شکل وصورت کے، پینٹ اور شرٹ میں ملبوس، ترکی ٹوپی پہنے ہوئے، جن حضرات کا تعارف ہوا تھا ان میں حاجی محمد نظیم صاحب، ڈاکٹر محمد شکری صاحب پرنسپل جامعہ نظیمیہ اور جناب ھبۃ اللہ صاحب رکن مجلس ادارت جامعہ تھے۔

حاجی صاحب کی طبیعت کی سادگی، خوشی اور تواضع عیاں تھی، حضرت مولانا کی اس آمد پر یہ سب حضرات بے انتہا مسرور تھے اور کہتے تھے کہ عمر کی یہ ایک تمنا تھی جو اللہ نے آج پوری کی، انھوں نے اس کا بھی اظہار کیا کہ اس جامعہ کے قیام کا سہرا حضرت والا ہی کے سر ہے، قصہ یوں پیش آیا کہ حاجی صاحب اور ان کے مخلص دوستوں کو ایک جامعہ کے قیام کا خیال آیا جو ہر اعتبار سے معیاری ہو، لیکن جامعہ کا کام اور نظام اور طریقۂ کار آشکارا روشن اور واضح نہ تھا، اسی دوران انھوں نے حضرت والا کے عربی رسالہ "ردۃ ولا ابابکر لہا" کا انگریزی ترجمہ پڑھا، اس رسالہ نے نہ صرف انھیں متاثر کیا، بلکہ جامعہ کا خاکہ، اس کا نصب العین اور متعین مقصد بھی واضح کر دیا، یعنی یہ کہ موجودہ ذہنی، اعتقادی اور فکری ارتداد کا جو دبے پاؤں آرہا ہے لیکن تیزی سے پھیل رہا ہے، مقابلہ کرنے کے لئے ایک ایسی نوجوان، مومن اور قوت علم وعمل سے معمور نسل تیار کی جائے جو علوم اسلامیہ میں بصیرت اور موجودہ حالات سے بھرپور واقفیت رکھتی ہو اور جرأت وبیباکی اس کا امتیاز ہو، حاجی صاحب نے مقصد واضح اور روشن ہونے کے بعد اپنی دولت کا صحیح مصرف پالیا اور شوق ولگن کے ساتھ جامعہ کے قیام میں منہمک ہو گئے۔

حاجی صاحب خاندانی امراء و رؤساء میں سے نہیں ہیں، ان کا بچپن بڑی سختیوں اور مشقتوں میں گذرا، والد نادار تھے، کبھی کبھی تو گھر میں کچھ کھانے کو بھی نہیں ہوتا تھا ابتدائے نوجوانی سے ایک جوہری کی دکان پر کام کرنے لگے تھے۔ ابھی بہت زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جواہرات کے پہچاننے کا عجیب ملکہ ان کو نصیب فرمایا، اب انھوں نے اپنا کاروبار شروع کیا جس میں جلد ہی ایسی برکت اور ترقی ہوئی کہ ان کا شمار خوشحال لوگوں میں ہونے لگا، دینداری، خدا ترسی، آخرت کی فکر اور غریبوں اور ناداروں کا خیال شروع ہی سے ان کو رہا۔ ان کی دولت میں جس قدر اضافہ ہوتا اسی قدر وہ جذبۂ شکر کے ساتھ خیرخیرات کے کاموں میں خرچ کرتے رہتے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سری لنکا کی مشہور و معروف صاحب خیر شخصیت بنا دیا۔

جامعہ کے قیام سے اب تک حاجی صاحب تقریباً پچاس ملین جامعہ پر خرچ کر چکے ہیں، اس کے علاوہ مساجد کی تعمیر اور مسلمانوں کے مختلف اداروں کے قیام میں ہر ممکن مدد سے دریغ نہیں کرتے۔

انھوں نے "تحریک ترقی مسلمانان" کے نام سے ایک ٹرسٹ قائم کیا ہے، جس کے ماتحت دو سو طلبہ کو جو طب وانجنیئرنگ کی تعلیم حاصل کر رہے

ہیں وہ اسکالرشپ دیتے ہیں۔ انھوں نے بڑے وسیع اور خوبصورت مکانات بھی بنوائے ہیں، کولمبو میں ان کے مکان پر حاضری کے بعد یہ خیال ہوا کہ یہ ان کا سب سے بڑا مکان ہے، واقعی وہ ایک قصر سے کم نہ تھا، لیکن جب بیروالا میں ان کے مکان پر ڈنر پارٹی ہوئی، جس میں انھوں نے اہم شخصیتوں کے ساتھ مدرسہ کے تمام مدرسین، اسٹاف اور فارغ ہونے والے طلبہ کو دعوت دی تھی، تو وہ مکان دیکھ کر خلیج وسعودی عرب کے رؤساء کے مکانات بھی کم درجہ معلوم ہونے لگے، اس موقعہ پر حاجی صاحب نے حضرت مولانا سے عرض کیا کہ جب میں نے یہ مکان بنوایا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں نے اسراف سے کام لیا ہے تو میں نے کفارہ کے طور پر دس مکانات غرباء کے لئے بنوائے، اس کا اظہار انھوں نے اپنی زبان سے نہیں کیا، ایک تو اس وجہ سے کہ زبان کی دشواری حائل تھی، دوسرے ان کا اخلاص و تواضع اس کی اجازت نہیں دیتا تھا۔

بہرحال حاجی صاحب سری لنکا ہی میں نہیں بلکہ مسلمانوں میں ایک منفرد شخصیت ہیں، ایسے مسلمان کم ہی ہوں گے جو اپنے ذاتی خرچ کے بل بوتے پر پوری جامعہ کا بوجھ برداشت کریں، ان کے اخلاص کی یہ بھی دلیل ہے کہ انھوں نے جامعہ کو وراثت بننے سے محفوظ کر دیا ہے۔ انھوں نے ایک موقعہ پر ذکر کیا کہ اس خطرہ سے کہ کہیں میری اولاد آئندہ جامعہ سے غلط فائدہ نہ اٹھائے یا غفلت برتے میں نے اس کو ٹرسٹ اور قومی ادارہ بنا کر ٹرسٹیوں کے حوالہ کر دیا ہے جن کی کمیٹی کا فیصلہ ہی معتبر ہوگا۔ حاجی صاحب باوجود عالم نہ ہونے کے بڑے علم دوست اور علماء وطلبہ سے محبت کرنے والے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ظاہری شکل وصورت میں ایک اہم سنت کے نقص کے علاوہ ان کے تمام اوصاف بڑے قابل قدر اور قابل تقلید ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے اور معنوی و مادی ترقیاں روز افزوں فرماوے۔

جامعہ نظیمیہ جو حاجی صاحب کے نام سے منسوب ہے، اب سے آٹھ سال پہلے قائم ہوئی ۱۵ طلبہ سے ثانویہ کے درجہ اول کی تعلیم شروع ہوئی، ثانویہ کے تین سال کے بعد عالمیت کے سال شروع ہوتے ہیں جو چار سال ہیں، اس طرح سات سالہ کورس پورا کرنے کے بعد پندرہ طلبہ پر مشتمل پہلی جماعت فارغ ہو رہی تھی اب کل طلبہ کی تعداد ۲۰۰ ہے، یہ وہ طلبہ ہیں جو کڑی شرائط پر پرکھے جانے کے بعد کئی سو طلبہ میں سے منتخب کئے گئے ہیں، جامعہ میں طلبہ کے قیام کے لئے ایک دو منزلہ ہوسٹل ہے، اسی سے متصل مطبخ اور دار الطعام بھی ہے، ایک نئے ہوسٹل کا افتتاح ابھی حضرت مولانا کے ہاتھوں ہوا ہے، درجوں کے لئے ایک دو منزلہ عمارت ہے، اس کے مغربی حصہ میں دو منزلہ کتب خانہ قائم ہے، دفاتر وغیرہ کی سہ منزلہ عمارت ایک ہوٹل معلوم ہوتی ہے، جس کا گراؤنڈ فلور کار پارکنگ کے لئے خالی رکھا گیا ہے اس کے قریب ہی مسجد ہے جو بڑی سبک، خوبصورت اور ترکی والجزائر وغیرہ کی مساجد کے طرز تعمیر کی عکاسی کرتی ہے، ایک وسیع و عریض قبہ کے نیچے مسجد کا پورا ہال ہے، جس میں گولائی سے کمان دار دروازے بنے ہوئے ہیں، صفائی ستھرائی، اور خوبصورتی کا اچھا نمونہ ہے ایک طویل اور محراب دار عمارت ان اساتذہ کے قیام کے لئے ہے جو مع اہل وعیال نہیں ہیں، اور ان اساتذہ کے لئے جو اہل وعیال کے ساتھ ہیں، اچھے بڑے کوارٹرس بنے ہیں۔ آڈیٹوریم بڑا ہی خوبصورت، سبک اور ہوادار بنایا گیا ہے جس میں درجہ بدرجہ آرام دہ نشستیں ہیں، جامعہ کو اگر ایک طرف ایک مخلص وصاحب ثروت بانی اور محسن، اچھے اساتذہ اور علم کا شوق رکھنے والے طلبہ مل گئے ہیں تو دوسری طرف باذوق نقشہ بنانے والے بھی مل گئے ہیں ہیں

جامعہ کا نصاب سعودی ثانوی اور جامعی نصاب اور ندوہ کے نصاب کا مجموعہ ہے، نصاب وضع کرنے والوں نے اعلیٰ صلاحیت کا ثبوت دیا ہے، جامعہ میں ازہر کے دو مبعوث مصری استاد اور جامعہ محمد بن سعود ریاض کے ایک سوڈانی استاد بھی پڑھاتے ہیں، ان کے وجود سے طلبہ کو عربی زبان کے فہم ونطق کے سلسلہ میں بڑا فائدہ پہنچا ہے۔ جامعہ کے پرنسپل ڈاکٹر محمد شکری صاحب ہیں جنھوں نے "ابو طالب المکی" پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری اڈنبرہ یونیورسٹی سے حاصل کی ہے، وہ انگریزی بے تکلف بولتے ہیں عربی پر اچھی قدرت ہے، تامل ان کی مادری زبان ہے، بڑے خلیق اور متواضع آدمی ہیں، مجلس ادارت کے اکثر افراد تاجر پیشہ اور اصحاب ثروت ہیں، مختصر یہ کہ جامعہ کے لئے ترقی کی راہ روشن اور اس کے دروازے کھلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو قائم رکھے اور منارۂ نور بنائے۔

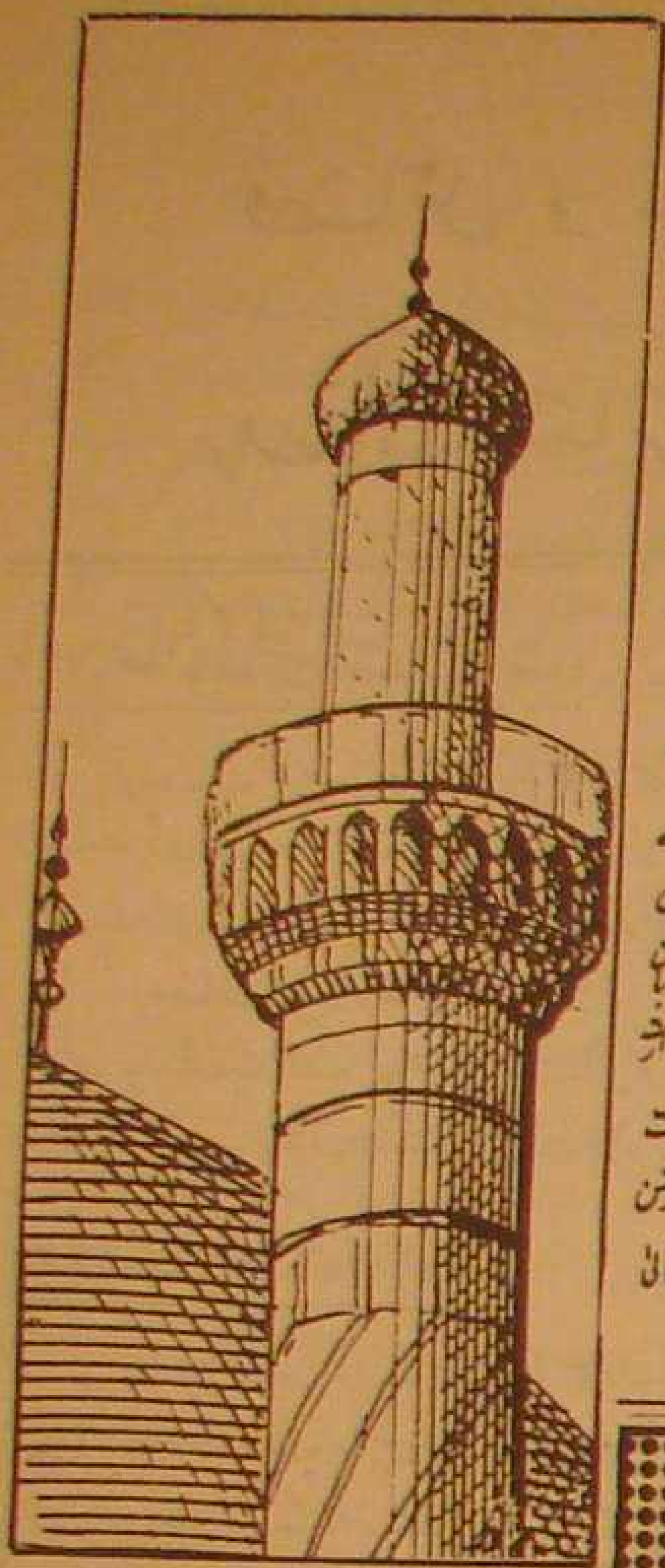

سوداگر مکسچر کے اسپشلسٹ

عبّاس علاءالدین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co.

WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS.

اسپشل مکسچر	کپ برانڈ
اسپشل ممری	گولڈن ڈسٹ
ہوٹل مکسچر	فلاور بی، او، پی
سوداگر مکسچر	سوپر ڈسٹ

44, Haji Building, S. V. Patel Road,
Null Bazar, BOMBAY. 3.
Tele : Add. CUPKETTLE
Phone { SHOP: 862220 RESI: 898684

۴۴۔ حاجی بلڈنگ، ایس، وی، پٹیل روڈ
نل بازار
بمبئی ۳

فضائل و مسائل
رمضان المبارک

ماہ رمضان کی فضیلت وعظمت:

رمضان شریف اسلام میں ایک نہایت ہی مقدس اور برگزیدہ مہینہ ہے اس کی سب سے بڑی اور بنیادی عبادت روزہ ہے جو نفس کو مانجھنے اور صاف کرنے میں خاص اثر رکھتا ہے، اس مبارک مہینے میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ۷۰ گنا ہو جاتا ہے۔

رمضان شریف کا خاص شغل تلاوت قرآن حکیم اور اپنے اوقات کو یاد خداوندی سے بھرپور رکھنا ہے، روزہ میں جھوٹ، غیبت، چغل خوری وغیرہ معاصی روزہ کو کالعدم اور روزہ دار کو قریب بہ ہلاک کر دیتے ہیں جس سے بچنا ضروری ہے۔

روزہ میں نیّت کی ضرورت:

روزہ میں نیّت خرطبے (نیت کے معنی دل کے ارادہ کے ہیں) اگر روزے کا ارادہ نہیں کیا اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ ادا نہیں ہوگا۔

رمضان کے روزے کی نیّت نصف دن شرعی سے پہلے تک کر سکتا ہے بشرطیکہ صبح صادق کے ہونے کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو اور کوئی کام جو روزہ کا مفسد ہو نہ کیا ہو اسکے بعد اگر نیت کرے گا تو معتبر نہ ہوگی۔ زبان سے نیت کرنی فرض نہیں لیکن بہتر اور مستحب یہ ہے کہ سحر کا کھانا کھا کر اس طرح نیت کر لیا کرے:۔

"بِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ"

اگر افطار کے وقت ہی اگلے روزے کی نیت کر لی تب بھی جائز ہے، بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نیت کے بعد کھانا پینا جائز نہیں یہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ صبح صادق ہونے سے پہلے تک کھانا پینا وغیرہ بلاشبہ درست ہے نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں جاتا:

بھول کر کھانا پینا روزہ کو نہیں توڑتا، بلا اختیار حلق میں گرد و غبار یا مکھی مچھر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، آٹا پیسنے والے، تمباکو کوٹنے والے کے حلق میں جو آٹا وغیرہ اڑ کر جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کان میں پانی چلا جائے یا خود بخود تے آئے یا خواب میں غسل کی حاجت ہو جائے یا تے آکر خود بخود لوٹ جائے ان سب باتوں سے روزہ نہیں جاتا، اور کچھ خلل نہیں آتا، آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں جاتا، خوشبو سونگھنے سے کچھ خلل نہیں آتا، بلغم یا تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر قصداً قے کی مگر تھوڑی سی (یعنی منہ بھر سے کم) تو روزہ نہیں جاتا، تھوڑی سی قے آئی اور قصداً لوٹا کر نگل گیا تو اس میں اختلاف ہے، اگر روزہ میں کوئی بھول کر کھا پی رہا ہے اور قوی و تندرست ہے تو اس کو یاد دلا دینا ضروری ہے، اگر ضعیف و ناتواں ہے تو نہ یاد دلانا بہتر ہے۔ اگر خود بخود یا مسواک وغیرہ کرنے سے دانتوں سے خون نکلے لیکن حلق میں نہ جائے تو روزہ میں خلل نہیں آتا، اگر خواب میں یا صحبت کرنے سے رات کو غسل کی حاجت ہوئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہ کیا تو روزے میں خلل نہیں آتا، اگر دن کو سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہو گئی تو روزہ میں ذرا بھی نقصان نہیں آتا، انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن دماغ اور معدہ میں اگر براہ راست کوئی دوا وغیرہ پہنچائی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

جن چیزوں سے قضا واجب ہوتی ہے:

کان یا ناک میں دوا ڈالنا، قصداً منہ بھر قے کرنا، منہ بھر تے آئی تھی اس کو نگل جانا یا کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا یہ سب چیزیں روزے کو توڑنے والی ہیں مگر صرف قضا آئے گی کفارہ واجب نہیں، ٹنکر یا لوہے، تانبے دیگرہ کو نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا واجب ہو گی کفارہ نہیں یا رات سمجھ کر کہ صبح صادق کے بعد سحری کھائی تو اس روزے کی قضا واجب ہو گی، دن باقی تھا غلطی سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا، روزہ کھول لیا تو صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں، جان بوجھکر بدون بھولنے کے صحبت کرنا، کھانا پینا، روزہ کو توڑتا ہے اور قضا بھی آتی ہے اور کفارہ بھی۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے، اس کی طاقت نہ ہو تو متواتر ساٹھ روزے رکھنا، اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا۔

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے اور جن چیزوں سے مکروہ نہیں ہوتا:

بلاضرورت کسی شے کو چبانا، نمک وغیرہ کا ذائقہ چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے، قصداً منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا مکروہ ہے، تمام دن ناپاک رہنا سخت گناہ ہے اور روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ غصہ کرنا، پھٹکے لگوانا روزہ میں مکروہ ہے، غیبت بدگوئی، لڑائی جھگڑا روزے کو مکروہ کر دیتے ہیں اور ثواب بہت کم رہ جاتا ہے، مسواک کرنا، سرمہ یا مونچھوں پر تیل لگانا مکروہ نہیں۔ اگر بیوی کو اپنے خاوند یا نوکر کو اپنے آقا کے غصہ کا اندیشہ ہو تو کھانے کا نمک چکھ کر تھوک دینا مکروہ نہیں۔ آنکھ میں دوا ڈالنا مکروہ نہیں۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت:

اگر مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو رمضان میں روزے نہ رکھے تندرست ہو جانے پر قضا کرے، اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کے زیادہ ہو جانے کا خوف ہے تب بھی روزہ چھوڑ دینا جائز ہے، پھر قضا رکھے، حاملہ کو اگر بچے یا اپنی جان کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا اور پھر قضا کر لینا جائز ہے، اپنے یا غیر کے بچہ کو دودھ پلانی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے ضرر ہو تو قضا کر لینا جائز ہے۔ ہمارے نواح کے ۳۶ کوس یعنی ۷۸ میل (۱۱۷ کلومیٹر) کا سفر یا اس سے زیادہ سفر شرعی کہلاتا ہے یعنی ایسے سفر میں مسافر کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے واپس آنے کے بعد قضا کرے، اگر کوئی مسافر دوپہر سے پہلے اپنے وطن پہونچ گیا اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں تو اس پر واجب ہے کہ روزہ پورا کرے، کیونکہ اب سفر کا عذر باقی نہیں رہا، اگر کوئی شخص کسی تیز سواری یا ریل میں تین گھنٹے میں ۷۷ کیلو میٹر پہونچ جائے گا تو اس کے لئے بھی سفر رخصت یعنی نماز کا قصر اور افطار کی اجازت حاصل ہو جائے گی، بہت بوڑھا ضعیف جس کو روزہ میں نہایت شدید تکلیف ہوتی ہے روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر یوزن انگریزی یا ایک کلو ۶۳۳ گرام گندم ایک مسکین کو دے لیکن اگر کبھی طاقت آجائے تو قضا ضروری ہوگی، عورت کو اپنے نسوانی عذر یعنی حیض کے ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں، اسی طرح پیدائش کے بعد جتنے روز نفاس کا خون آئے جب خون بند ہو جاوے روزہ رکھنا چاہیے اور رمضان شریف کے بعد ان دنوں کے روزوں کی قضا ضروری ہے جن دنوں یہ عذر رہا ہے۔ جن لوگوں کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے ان کو بلا تکلف سب کے سامنے کھانا پینا نہیں چاہئے بلکہ تعظیم رمضان المبارک لازم ہے۔

روزہ توڑنا اور اس کی قضا:

فرض روزے کو بلا کسی شدید تکلیف اور قوی عذر کے توڑنا جائز نہیں پس اگر سخت بیمار ہو گیا کہ اگر روزہ نہ توڑے تو جان کا اندیشہ غالب ہے، یا بیماری بڑھ جانے کا احتمال قوی ہے یا ایسی شدید پیاس لگی ہے کہ مر جائے گا تو روزہ توڑ ڈالنا جائز بلکہ واجب ہے۔ اگر کسی عذر سے روزے قضا ہو گئے ہوں تو جب عذر جاتا رہے تو جلد ادا کر لینا چاہئے، کیونکہ زندگی کا بھروسہ نہیں کیا خبر موت آجائے اور فرض ذمہ رہے۔ مثلاً بیمار کو مرض سے صحت پانے کے بعد اور مسافر کو سفر سے آنے کے بعد جلد ادا کر لینا چاہئے۔ قضا رکھنے میں اختیار ہے کہ متواتر (یعنی لگاتار رکھے) یا جدا جدا متفرق، اگر قضا رکھنے کا وقت پایا لیکن بغیر ادا کئے مر گیا تو مناسب ہے کہ وارث ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر (ایک کلو ۶۳۳ گرام) گندم صدقہ کریں اور اگر مال چھوڑ گیا ہے اور روزہ کی وصیت کر گیا ہے تو ادا کرنا لازم اور واجب ہے۔

سحری کھانے کا بیان اور فضیلت:

روزے کے لئے سحری کھانا مسنون ہے اور باعث ثواب ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، "سحری کھایا کرو کہ اس میں برکت ہوتی ہے" یہ ضروری نہیں کہ پیٹ بھر کھائے بلکہ ایک دو لقمہ یا چھوارے کا ٹکڑا یا دو چار دانے چاہے تب بھی ثواب پائے گا، افضل اور بہتر یہ ہے کہ رات کے آخری حصے میں صبح صادق ہونے سے پہلے ذرا کھالے اور اگر دیر ہو گئی اور گمان غالب یہ ہے کہ صبح ہو گئی اور کچھ کھا لیا تو شام تک رکنا اور پھر قضا رکھنا لازم ہے، اور اگر کسی مرغ یا مؤذن نے صبح صادق سے پہلے اذان دیدی تو سحر کھانے کی ممانعت نہیں جب تک صبح صادق نہ ہو جائے بلا تکلف کھاؤ پیو۔

افطار:

آفتاب غروب ہو جانے کے بعد افطار میں دیر نہ کرنی چاہئے البتہ جس روز ابر ہو احتیاط کے لئے دیر کرنا بہتر ہے، کھجور یا خرما سے افطار کرنا مسنون اور باعث ثواب ہے اور یہ نہ ہو تو پانی بہتر ہے۔ آگ کی پکی ہوئی چیز مثلاً روٹی، چاول، شیرینی وغیرہ سے افطار کرنے سے ہرگز کراہت اور نقصان روزہ میں نہیں آتا، البتہ بہتر یہ ہے کہ کوئی پھل وغیرہ دوسری چیز ہو اور خرما کھجور وغیرہ سب سے افضل ہے۔ اگر کسی دوسرے کا دی ہوئی چیز سے روزہ افطار کرو گے تو تمہارا ثواب ہرگز کم نہ ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے ثواب عطا فرمائے گا پھر تم اس کو واپس کر کے کیوں بخیل کہلاتے ہو، البتہ یہ مال حرام اور مشتبہ ہو تو ہرگز قبول نہ کرو، یہ حدیث دفعہ سے ثابت ہے، اگر روزہ افطار کرنے اور کھانے پینے کی وجہ سے مغرب کی نماز جماعت میں غروب کے بعد دس بارہ منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں اور افطار کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لینا کافی ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ اور افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:۔ ذَهَبَ الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر انشاء اللہ تعالیٰ۔

تراویح اور وتر:

عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعت تراویح یا جماعت مسنون ہے اگر حافظ سنانے والا مل جائے تو تمام رمضان میں ایک قرآن مجید ختم کر دینا چاہئے۔ اس قدر زیادہ پڑھنا مکروہ ہے جس سے اکثر مقتدیوں کو تکلیف ہو اور تین دن سے کم میں ختم کرنا اچھا نہیں۔ اگر تراویح میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور پوری چار رکعت پر سلام پھیرا تو ان چاروں کو دو کی جگہ شمار کرنا چاہئے چار نہ سمجھے۔ جس شخص کی دو یا چار رکعت تراویح کی رہ گئیں وہ امام کے ہمراہ باجماعت تو پڑھ لے اور پھر اپنی باقی تراویح ادا کرے تو درست ہے، جس شخص کو عشا کے فرض باجماعت نہ ملے وہ وتر کو امام کے ساتھ باجماعت پڑھ سکتا ہے۔

جو حافظ روپے کی طمع میں قرآن شریف سناتا ہے اس سے بہتر وہ ہے جو اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ کیف ..... سے پڑھائے۔ اگر اجرت مقرر کر کے قرآن مجید سنایا جائے تو نہ امام کو ثواب ہوگا نہ مقتدیوں کو۔ اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں سخت گناہ ہے، نابالغ کو تراویح میں بھی امام بنانا جائز نہیں حدیث دفعہ سے ایسا ہی ثابت ہے۔

اعتکاف اور شب قدر:

اخیر عشرہ میں اعتکاف سنت ہے، اگر بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کے ذمہ ترک سنت کا وبال رہتا ہے، اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں رہنا اور سوائے حاجت ضروری اور غسل و وضو کے باہر نہ آنا۔ خاموش رہنا اعتکاف میں ہرگز ضروری نہیں البتہ نیک کلام کرنا چاہئے، بدکلامی اور لڑائی جھگڑے سے بچنا چاہئے، اعتکاف اس مسجد میں ہو سکتا ہے جس مسجد میں پنجگانہ نماز جماعت سے ہوتی ہے۔ اگر پورے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ کو آفتاب غروب ہونے سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آئے تو اعتکاف سے باہر ہو، یہ بھی جائز ہے اور باعث ثواب ہے کہ ایک دو روز یا ایک آدھ گھنٹہ کے لئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رہے۔ شب قدر کا رمضان کے اخیر عشرہ میں ۲۱ یا ۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷ یا ۲۹ کو ہونا احادیث میں وارد ہے، لہٰذا ان مخصوص راتوں میں بہت محنت سے عبادت میں مشغول رہنا چاہئے۔

صدقۃ الفطر:

صدقۃ الفطر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس ضروریات خانہ کے علاوہ ساڑھے باون تولہ (تقریباً ۶۱۲ گرام) چاندی یا اسی قدر وزن کے چاندی کے روپے ہوں یا زیور مال وجائداد یا تجارت کا مال ہو یا ساڑھے سات تولہ (تقریباً ۸۷ گرام) سونا یا اسی قدر وزن کی اشرفیاں یا زیور ہوں یہ ضروری نہیں کہ اس پر سال بھی گزر گیا ہو، اگر کسی کے پاس بہت مال ہے لیکن قرض اس قدر ہے کہ اگر ادا کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا اسباب باقی نہیں رہتا تو اس پر صدقۃ الفطر واجب نہیں، جس شخص کے پاس مذکورہ بالا مال یا اس سے زیادہ ہو وہ اپنی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی۔

زکوٰۃ:

مال کی جس مقدار پر صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے اسی مقدار پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے زکوٰۃ کا نصاب یہ ہے کہ مال کی مقدار کا چالیسواں حصہ (۲½ فیصدی) ادا کیا جائے مگر اس میں مال کا نامی ہونا اور مال پر سال گزر جانا ضروری ہے، سال ختم ہونے سے پہلے زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی، رمضان المبارک میں زکوٰۃ ادا کرنے میں زیادہ فضیلت ہے، طالبان علم دین زکوٰۃ کے بہترین مصرف ہیں اس میں دوہرا ثواب ہے، فرض کی ادائیگی کا اور اشاعت علم دین کا۔

رویت ہلال:

اگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور عید کے چاند میں بہت سے لوگوں کا دیکھنا معتبر ہوگا۔ ایک یا دو کے قول کی سند نہیں، اگر مطلع صاف نہیں تو رمضان کے چاند میں ایک مسلمان کا خبر دینا کافی ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ فاسق نہ ہو، چاند کے ثابت ہونے میں جنتری کا اعتبار نہیں ہے۔ ریڈیو پر چاند کی اطلاع کے معتبر ہونے نہ ہونے کی شرائط مستند علماء سمجھ لی جائیں اور عید کے لئے دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں، یہ کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ چاند دیکھا ہے اور شرط یہ ہے کہ فاسق اور بدکار نہ ہوں۔

ترکیب نماز عید:

پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھے اور دوسری و تیسری تکبیر میں ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں اور چوتھی تکبیر میں ہاتھ باندھ لئے جائیں، امام سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں۔

دوسری رکعت میں بعد فاتحہ اور سورت کے تین مرتبہ تکبیر کہیں اور ہر بار ہاتھ اٹھا کر چھوڑتے رہیں، پھر بغیر ہاتھ اٹھائے چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع کریں۔ اسی نماز کا وقت آفتاب بلند ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال تک رہتا ہے، بعد نماز امام خطبۂ ماثورہ پڑھے اور مقتدی خاموشی کے ساتھ سنیں۔ خطبہ کے بعد دعا ثابت نہیں ہے، بہ نماز کے بعد ہی دعا سے فراغت کر لیں۔ نماز عید الفطر سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا مستحب ہے۔

بقیہ ص ۲

(اے اللہ! تو ہی میرا مالک ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھ کو پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں، اور میں اپنی استطاعت بھر تیرے عہد اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں۔ اپنے گناہوں کی برائی سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور جو کچھ تیرے احسان ہیں ان کا مقر ہوں اور اپنے گناہوں کا معترف ہوں، سو مجھ کو بخش دے اس لئے کہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں)۔

پھر آپ نے فرمایا جو کوئی اس کو دن میں پکے دل سے پڑھے اور اسی دن مر جائے تو وہ شخص جنت میں جائے گا اور اگر رات کو پکے دل سے پڑھے گا اور مر جائے گا تو وہ جنت میں جائے گا۔ (بخاری)

وسطی و جنوبی امریکہ اور جزائر غرب الہند میں اسلام کا مستقبل اور مسلمانوں کے حالات، مسائل اور ضروریات کا ایک جائزہ

محمد سمیع اللہ،
سکریٹری اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔ اسلام آباد

ارجنٹائن:

ارجنٹائن جنوبی امریکہ میں ہسپانوی زبان بولنے والے ممالک میں سب سے بڑا ہے۔ یہ چاروں طرف سے بحر الکاہل، انڈس کی پہاڑیوں، یوراگوئے اور براگوئے سے گھرا ہوا ہے۔ اس کی اقتصادیات زراعت پر مبنی ہے لیکن اس نے ایک مضبوط صنعتی بنیاد بنالی ہے۔ اور تقریباً اپنی ضروریات کی تمام اشیاء خود پیدا کر لیتا ہے۔ ارجنٹائن کے باشندے زیادہ تر مضبوط قویٰ کے مالک ہیں اور کھیلوں میں خاص کر فٹ بال کو بہت پسند کرتے ہیں۔

ارجنٹائن کا رقبہ ۱۰،۷۹۹۶۵ مربع میل ہے اور اس کی آبادی تقریباً تین کروڑ ہے۔ جن میں ۵ لاکھ مسلمان ہیں جو تمام عربی النسل ہیں۔ ارجنٹائن میں تقریباً ۱۵ لاکھ عیسائی عرب بھی ہیں جو کہ مختلف شعبوں میں اچھی جگہوں پر ہیں۔ برازیل کے مختلف شہروں میں بڑی اور چھوٹی ۱۲ مساجد ہیں۔ جب کہ ارجنٹائن میں مسلمانوں کو ان سہولتوں کی بڑی ضرورت ہے۔ پورے ملک میں ایک مسجد بھی نہیں ہے۔ دار الخلافہ بیونس آئرس میں ایک مسجد تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے اور مسجد کے لئے ایک قطعہ زمین کافی سالوں سے حاصل کر لی گئی تھی لیکن منتظم کمیٹی اس معاملہ میں بالکل سنجیدہ نہیں ہے۔ اس کے برعکس یہودیوں کی حالت کا اندازہ (جو ارجنٹائن میں مسلمانوں کے برابر ہیں) اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انکی ۷۰ عبادت گاہیں اور ۹۰ اسکول ہیں۔

ارجنٹائن کے مسلمانوں نے (جو زیادہ تر لبنان، فلسطین اور شام کے تارکین وطن پر مشتمل ہیں) مغربی طرز زندگی کو اپنا لیا ہے اور اکثریت کو مذہب کی بہت کم معلومات ہیں۔ ان میں سے بہت کم لوگ عربی جانتے ہیں یا بولتے ہیں۔ ارجنٹائن میں اسلامی لٹریچر بہت تھوڑی تعداد میں ملتا ہے۔ قرآن کریم کا ہسپانوی زبان میں ترجمہ جو کہ مشترکہ طور پر ایک عیسائی (Rafael Castellanos) اور ایک مسلم شیخ خالد احمد عبود نے کیا ہے۔ صحیح سمت میں پہلا قدم ہے۔ اس کا تیسرا ایڈیشن بغیر عربی متن کے شائع ہو گیا ہے۔ دار الخلافہ بیونس آئرس کے باخبر حلقوں کے مطابق اس کی کڑی جانچ پڑتال اور کسی حد تک نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ اس سے پہلے کہ یہ ترجمہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو پیش کیا جائے۔ ارجنٹائن کے پانچ اہم شہروں بیونس آئرس، روساریو، کارڈوبا، مینڈوزا اور ٹوکومان میں علماء کی فوری ضرورت ہے کہ وہ مسلمانوں کو اسلامی ارکان اور اسلامی تعلیمات کے بارے میں آگاہ کر سکیں۔ تاکہ وہ حلال اور حرام میں امتیاز کر سکیں اور نیک، بامقصد زندگی شریعت کے مطابق گذار سکیں۔

بیونس آئرس میں مسلمانوں کی ایک شاندار عمارت اسلامی مرکز کے طور پر استعمال کی جاتی ہے لیکن اس میں شاذ و نادر ہی کوئی اسلامی سرگرمی دیکھنے میں آتی ہے۔ ماسوائے جمعہ کی نماز کے جس میں تیس سے چالیس نمازی ہوتے ہیں[۲] تقریباً ۳۰ سے ۴۰ بچے (جن میں زیادہ تر عیسائی ہیں) اس مرکز میں عربی زبان پڑھتے ہیں۔ یہ کتنی تکلیف دہ بات ہے کہ اسلام کے مطابق اس مرکز میں کوئی تعلیم نہیں دی جاتی۔ مرکز کے موجودہ امام کو دار الافتاء (ریاض سعودی عرب) سے بھیجا ہے ان کا نام ارشاد الاعظمی ہے۔ یہ ایک اچھے مسلمان بھائی ہیں جن کا تعلق لکھنؤ (بھارت) سے ہے لیکن وہ ہسپانوی زبان نہیں جانتے جس کی وجہ سے انکی اسلام کے لئے کام کرنے کی اہلیت بہت محدود ہے۔

مسلمانان ارجنٹائن کی مذہبی حالت واقعی تشویشناک ہے۔ حالانکہ وہ کافی کھاتے پیتے لوگ ہیں لیکن اسلامی معاملات میں بہت پیچھے ہیں اور ان پر خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں مستند آئمہ، اساتذہ اور مبلغین کی ضرورت ہے۔ ان لوگوں کو اسلامی تعلیمات میں کافی عبور ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کو ہسپانوی زبان میں کافی شدبد ہونا چاہیئے تاکہ وہ وہاں کی مسلم آبادی سے رابطہ رکھ سکیں جن کی خدمت کے لئے وہ متعین کئے جائیں گے۔

فی الوقت ارجنٹائن اور برازیل بہت بڑی مقدار میں یخ بستہ (Frozen meat) گوشت عرب ممالک بشمول سعودی عرب کو برآمد کر رہے ہیں۔ یہ گوشت صحیح طور پر مسلمانوں کے لئے حلال نہیں ہے کیونکہ جانور اسلامی شریعت کے مطابق ذبح نہیں کئے جاتے۔ برآمد کرنے والے ادارے چالاکی سے اپنی اشیاء پر حلال کا لفظ لکھ دیتے ہیں جو کہ اصل حقیقت نہیں ہے۔ ان برآمدی اداروں میں کوئی مسلم قصاب یا نگراں نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے بیان کی صداقت پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات بہت اہم ہے کہ اسلامی تنظیمیں فوراً اس معاملہ کی چھان بین کریں تاکہ عرب ممالک کے مسلم عوام اس قسم کے گوشت پر نہ پلیں۔ کیونکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اس مسلمان کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی جو حرام کھانا کھاتا ہے۔ یہ ایک سنگین مسئلہ ہے اور اس پر مسلم حکومتوں کو بھی سنجیدگی سے غور کر کے حفاظتی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔

اس اندوہناک قصہ کی ایک دوسری نمایاں مثال یہ ہے کہ لاطینی امریکہ میں یہودی ذبیحہ (Kosher) کا گوشت (جہاں کچھ یہودی موجود ہوں) مل جاتا ہے۔ برخلاف اس کے احساس کمتری کا شکار اور اسلام سے برگشتہ مسلمان (جو کہ سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں ارجنٹائن، برازیل، کولمبیا، چلی، پیرو، وینزویلا، میکسیکو اور دیگر ملکوں میں رہتے ہیں) مشکل ہی سے حلال گوشت اور دیگر اشیائے خوردنی کا اسلامی طریقے کے مطابق اہتمام کرتے ہیں۔ اس بات کا ذکر اس لئے ضروری ہے کہ منجملہ اور باتوں کے یہ ایک ایسی ضرورت ہے جس کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور جس کا انتظام کرنا چاہیئے۔ ان گم گشتہ مسلمانوں کو اسلام کے دائرہ میں واپس لانا چاہیئے جس کے لئے انتھک کوشش کی ضرورت ہے تاکہ وہ لاطینی امریکی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے معاون و مددگار ثابت ہوں۔ جہاں پر یہ امن وسکون، خیر و عافیت کا دین اسلامی حکومتوں اور جماعتوں کی غفلت کی وجہ سے پروان نہیں پا سکا۔

ترویج اور اشاعت اسلام کا احاطہ ارجنٹائن اور براعظم جنوبی امریکہ کی دوسری جگہوں پر بہت وسیع ہے۔ لیکن سب سے پہلے مسلمانوں کی اسلام سے بیگانگی کی اصلاح کی جائے ورنہ لوگ ترکی بہ ترکی جواب دیں گے۔

←

[۱] مسلم آبادکاروں کی پہلی جماعت امریکہ کی دریافت کے وقت آئی۔ اس بات کا واضح ثبوت موجود ہے کہ اندلسی مسلمان یورپی لوگوں سے پہلے براعظم امریکہ میں آئے۔ (الشعوب المعربین) یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ پرتگالی اور ہسپانوی دریافت کنندگان کو اندلسی مسلم ملاح لیکر آئے جو کہ سمندروں کا زیادہ علم رکھتے تھے۔ دریافت کرنے والوں میں سے کچھ مورس کوس (Dos Moriscos) خفیہ طور پر مسلمان تھے۔ یہ بھی ایک تاریخی واقعہ ہے کہ مہاجر اندلسی جو کہ مراکش کے ساحل پر الرباط اور سالہ (Sala) میں قیام پذیر تھے۔ انھوں نے ہسپانوی اور پرتگالی جہازوں کے خلاف شمالی بحر الکاہل سے لیکر جزائر جنوبی امریکہ کے ساحل تک جنگیں کیں۔ شمالی اور جنوبی امریکہ میں قائم ہونے والی یورپی نوآبادیوں میں ہسپانوی اور پرتگالی افواج میں اندلسی مسلمان بھی اس علاقہ میں آئے لیکن وہ لوگ عیسائی نام رکھے ہوئے تھے جو انھیں مجبوراً اختیار کرنا پڑے۔ لیکن ان میں سے بہت نے اپنے مذہب کو قائم رکھا۔ اور یہ بات ان اعلانوں سے ثابت ہے جو کہ پرتگالی بادشاہ نے اپنی برازیل کی نوآبادی میں "مورس" کے خلاف جاری کئے۔ یہ مسلمان ہسپانوی گروہ کے ساتھ براعظم کے شمالی حصہ تک بھی پہنچے جو کہ آجکل Arizona و فلوریڈا اور کیلیفورنیا کہلاتے ہیں۔ یہ مسلمان ہسپانوی اور پرتگالی مظالم سے بچنے کے لئے یورپ سے فرار ہوئے تھے لیکن وہ اسی قسم کے مظالم کا شکار یہاں بھی ہوئے جس کی وجہ وہ اپنے مذہب اور اپنے تشخص کو قائم نہیں رکھ سکے اور اسطرح امریکہ میں اسلام کی ترویج کی یہ پہلی کوشش ناکام ہو گئی۔
"ڈ مسلم اقلیتیں" مصنف محمد علی کیتانی۔ اسلامی فاؤنڈیشن۔ یوکے (ص ۲۲-۲۳)

[۲] جمعہ کی نماز میں مسلم کے سفراء اپنی غیر حاضری کی وجہ سے ممتاز ہوتے ہیں اور مسلم حکومتوں بشمول حکومت پاکستان کو اس کا سختی سے محاسبہ کرنا چاہیئے کیونکہ یہ افسوسناک حالت ہر مغربی دار الخلافہ میں موجود ہے جہاں پر مسلم جماعتیں اس بات کا انتظار کرتی ہیں کہ مسلم سفراء جمعہ کی نماز کے اجتماعات میں اکٹھے شریک ہوں۔ قرآن حکیم میں سورہ جمعہ میں خاص طور پر حکم دیا گیا ہے کہ تمام دفاتر اور کاروبار بند کر دئے جائیں تاکہ لوگ نماز میں شریک ہو سکیں۔ لیکن اسلامی ممالک کے نمائندوں کی اس حکم کی خلاف ورزی غیر مسلم ممالک میں مسلم اقلیتوں کے لئے مشکلات پیدا کرنے اور اسلام کی شہرت کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

"مصلے پہلے اپنی حالت سنبھال"۔ حکومت سعودی عرب کے ۱۴۰۰ ہجری مطابق ۱۹۸۰ء کے حج کے اعداد و شمار کے مطابق ارجنٹائن سے کسی مسلمان نے اس سال حج نہیں کیا اور برازیل سے صرف آٹھ افراد نے فریضہ حج ادا کیا۔ حج اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ لیکن ارجنٹائن اور برازیل کے مسلمانوں کا (جو کہ کافی مالدار اور صاحب ثروت ہیں) اس اہم فریضے پر ناقابل لحاظ رد عمل اس علاقہ میں ان کی اسلامی ارکان سے روگردانی کرنے کی عکاسی کرتا ہے۔ لہٰذا اس علاقہ میں مسلم معاملات کو از سر نو منظم کرنے کی ضرورت کو اسلامی تبلیغی پروگراموں میں اولیت دینی چاہیئے۔

اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کے لئے ارجنٹائن کے تمام بڑے شہروں میں اسلامی تبلیغی مرکز قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ مقامی مسلمان اس ضرورت سے بالکل بے خبر ہیں۔ یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دین کی تبلیغ اور تعلیم پھیلانے میں ایک دوسرے سے اشتراک کریں۔ جس کو اللہ کے پیغمبر نے ہمیں پہنچایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ سنتیں جو امت کی کمزوریوں کے باعث ترک کر دی گئی ہیں یا نظروں سے اوجھل ہو گئی ہیں ان کو دوبارہ قائم کیا جائے، ان کی تبلیغ کی جائے اور عام لوگوں میں پھیلایا جائے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے وابستگی ایمان کی خوبی اور طاقت کی آئینہ دار ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ محنت اور عمل سے بھرپور ہے۔ جس میں مسلسل انسانیت کو اسلام کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ یہ ذمہ داری اب اس سرزمین کے ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہے اور یہ کام ہم کسی دوسرے پر نہیں چھوڑ سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر جو پہلا کام کیا وہ ایک مسجد کی تعمیر تھی۔ مسجد صرف نماز ادا کرنے کی جگہ ہی نہیں ہے (تمام دنیا مسجد ہے) بلکہ وہ تعلیم، سماجی بہبود اور امت مسلمہ کے معاملات طے کرنے کا مرکز بھی ہے۔ ایک مسجد جب تعمیر یا حاصل کر لی جاتی ہے تو وہ پھر کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں رہتی بلکہ وہ زمین یا جگہ اللہ تعالیٰ کو دے دی جاتی ہے اور پوری جماعت کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ پس بحیثیت مسلمان کے ہمارا فرض ہے کہ کافی دیر سے التواء میں پڑی ہوئی بیونس آئرس کی مسجد کا سنگ بنیاد جلد از جلد رکھا جائے اور اس کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جائے جس کے لئے وہ تعمیر ہونی چاہیئے تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو اپنے دین پر عمل کرنے کی ترغیب ہو اور وہ دوسروں کو بھی اللہ کے راستہ کی دعوت دیتے رہیں۔ سورہ توبہ کی اٹھارویں آیت میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق یہ ضروری ہے کہ ارجنٹائن کے مسلمان آپس میں متحد ہو جائیں اور اس ذمہ داری کو قبول کر لیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو سونپی ہے اور اپنے آپ کو صحیح طور پر منظم کریں تاکہ ترویج اسلام کا کام اس ملک میں بڑھ سکے۔ یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو بیونس آئرس میں حقیقی اسلامی مرکز قائم کرنے کی کوششوں میں کامیابی عطا فرمائیں گے۔ کیونکہ بیونس آئرس کو تمام ہسپانوی امریکہ میں شہ رگ کی سی اہمیت حاصل ہے۔ (جاری)

بقیہ ص: ۱۴

الشافعی الافطار افضل بناءً علی ان الصوم فی السفر عند ناعزیمۃ والافطار رخصۃ۔۔۔ الخ
(بدائع الصنائع ص ۹۶ ج۲)

سوال: ہندو کے مال سے روزہ افطار کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ہندو کے مال سے جب کہ اس نے اپنی خوشی سے دیا ہو یا افطار کی چیز ہندو سے بہ قیمت خریدی ہو۔ دونوں صورتوں میں روزہ افطار کرنا جائز ہے۔

سوال: کوئی شخص رمضان کے عشرہ اخیر کا اعتکاف توڑ دے تو اس پر قضا لازم ہے یا نہیں؟

جواب: جس دن اعتکاف توڑ دیا ہے فقط اس دن کے اعتکاف کی قضا روزہ کے ساتھ ضروری ہے بقیہ دنوں کی قضا ضروری نہیں اگر کوئی شخص احتیاطاً رمضان کے بعد پورے عشرہ کی قضا مع الصوم کر لے تو بہتر ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے تو اعتکاف برقرار رہے گا یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے تو اعتکاف قائم نہ رہے گا مثلاً کسی جرم میں حاکم کی طرف سے وارنٹ جاری ہو اور سپاہی اس کو گرفتار کرنے جائیں یا کسی کا قرض دار ہو اور وہ اس کو باہر پکڑ لے جائے یا کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے باہر نکلے اور قرض خواہ دیں روک لے ان تمام صورتوں میں اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

سوال: وہ کون سی چیزیں ہیں جن سے روزہ دار کو بچنا ضروری ہے ورنہ مقصد روزہ فوت ہو جاتا ہے؟

جواب: جھوٹ، غیبت، چغل خوری، سب وشتم اور تمام فحش باتوں سے روزہ دار کو بچنا ضروری ہے ورنہ مقصد روزہ فوت ہو جاتا ہے ان تمام چیزوں سے ہر شخص کو ہر زمانہ میں بچنا چاہیئے ان کی ماہ مبارک رمضان کے ساتھ تخصیص نہیں مگر ان کی برائی ماہ رمضان میں بہت بڑھ جاتی ہے اور ہر گناہ کئی گنا ہو جاتا ہے، لہٰذا ان تمام چیزوں سے روزہ دار کو اجتناب کرنا چاہیئے ورنہ وہ نام کا روزہ دار ہوگا۔ اللہ کے نزدیک اس کے روزہ کی اہمیت نہیں ہوگی

اِدھر بھی ایک نظر

کلام صوفی: قیمت: چالیس روپے

حضرت سید عبد الرب صوفی رحمۃ اللہ علیہ کا منتخب کلام ایک مرد مومن کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی پکار جس کے لفظ لفظ سے امت کا درد اور للہیت ٹپکتی ہے حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم اور شاہ محمد ابراہیم ایم۔ اے کے بیش بہا مقدمات سے مزین۔ کاغذ۔ کتابت۔ طباعت۔ جلد۔ ہر چیز معیاری۔

کتاب کے ابواب: حمد۔ نعت۔ مدح صحابہؓ۔ یاد حرم۔ ایمانی شجاعت۔ اصلاح امت۔ تحریک ایمان۔ درد ملت۔ رد بدعت۔ مناظرانہ جوابات۔ رموز فطرت۔ سوز و ساز اللہ والوں سے محبت۔ دعائیں۔

ہر باب کے ذیل میں گوناگوں عنوانات۔ پانچ سو سے زائد صفحات۔ سائز ۲۶×۲۰/۱۶

اہم سفر: قیمت: چار روپے

قرآن و حدیث اور بزرگوں کے کلام سے ایسے مؤثر مضامین۔ حکایات اور اشعار جو سفر آخرت کی تیاری کی فکر پیدا کر دیں، نیز اس سفر سے متعلق مسائل بھی۔

تحریک ایمان: قیمت: دو روپے

تبلیغی کام اور دینی دعوت سے متعلق حضرت سید عبد الرب صوفی رحمۃ اللہ علیہ کی دل گداز اور پرسوز نظمیں جن پر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم کا مبسوط اور مؤثر پیش لفظ بھی ہے۔

زبانی نصاب: قیمت: چار روپے

مسنون دعائیں۔ اسلامی آداب۔ اور دینی جذبہ کو ابھارنے والی نظموں کا مجموعہ مکاتیب اسلامیہ کے نصاب میں داخل کئے جانے کے لائق کتاب۔

نقشہ دینی نصاب: قیمت: پچاس پیسے

قرآن مجید صحیح پڑھنے پڑھانے کے ضروری قواعد۔ تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں مفید ہدایات۔ کم وقت میں ضروریات دین پڑھانے کا نصاب وغیرہ۔

روزی میں برکت اور بلاؤں سے حفاظت کے لئے

آسان رزق (اردو) تین روپے۔ آسان رزق (گجراتی) تین روپے۔
آسمانی روٹی ڈیڑھ روپیہ — راہ امن ایک روپیہ

ملنے کا پتہ: محمد یونس صدیقی، خادم مدرسہ دعوۃ الحق۔ کڈی۔ اتر گجرات
P.O. KADI. N. GUJRAT.

فضائل رمضان

محمد طارق ندوی

جب موسم بہار آتا ہے تو ہر درخت ہرا بھرا اور ہر پودہ سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے، درختوں میں نئی نئی کونپلیں نکل آتی ہیں چمن کے ہر پودے میں رنگ برنگ کے پھول کھل اٹھتے ہیں کیا خوب منظر ہوتا ہے اور کتنا سہانا سماں، خدا مبارک کرے کچھ ہی دنوں میں ایک مہینہ آنے والا ہے جو رحمتوں اور برکتوں کی بہار کا مہینہ ہے، جس میں خدا کی بے پایاں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور خیر و برکت کی بارش ہوتی ہے، ہر اچھے کام کا ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس مبارک وقت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں اور خدا کے انعامات کے اپنے حسن عمل سے مستحق قرار پاتے ہیں، اپنی عبادت و ریاضت سے اس کے مقرب بن جاتے ہیں اور اس کی جنت کو اپنا ٹھکانہ بناتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ، اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔

اگر اس ماہ کی فضیلت کے لئے صرف یہ حدیث ہوتی تو کافی تھا مگر حقیقت حال یہ ہے کہ احادیث کا ایک مجموعہ اسی ماہ کی عظمت پر دال ہے، جن میں سے بعض احادیث کو ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

۱۔عن ابی سعید ن الخدری رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالیٰ عتقاء فی کل یوم ولیلۃ یعنی فی رمضان وان لکل مسلم فی کل یوم ولیلۃ دعوۃ مستجابۃ۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ کے یہاں سے جہنم کے قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لئے شب و روز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے)

۲۔عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ لاترد دعوتھم الصائم حتی یفطر والامام العادل ودعوۃ المظلوم یرفعھا فوق الغمام ویفتح لھا ابواب السماء ویقول الرب وعزتی لانصرنک ولو بعد حین۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک روزہ دار کی افطار کے وقت دوسرے عادل بادشاہ کی دعا، تیسرے مظلوم کی جس کو حق تعالیٰ شانہٗ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا (کسی مصلحت سے کچھ دیر ہو جائے)

۳۔عن ابی عبیدۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الصیام جنۃ مالم یخق قھا۔

(حضورؐ کا ارشاد ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے)۔

۴۔ایک روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ماہ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دعا پر آمین کہا کرو۔

۵۔ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ رمضان کے روزے اور ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا دل کے کھوٹ اور وساوس کو دور کرتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مہینہ کتنی عظمتوں، کتنی فضیلتوں، کتنی رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے، قابل ستائش اور قابل فخر ہیں وہ لوگ جو اس مہینہ میں دن و رات خدا کی عبادت کرتے ہیں، ذکر اللہ سے ان کی زبانیں تر رہتی ہیں، قرآن کریم کی تلاوت میں ان کا اکثر وقت گزرتا ہے اور اس طرح اپنے حسن عمل سے خدا کی رضا حاصل کرتے ہیں اور اس کے مقرب بندے بن جاتے ہیں، اور کتنے قابل ملامت اور بدقسمت ہیں وہ لوگ جنھیں ایسا مبارک مہینہ ہاتھ آتا ہے اور وہ خدا کی رحمتوں سے دور رہتے ہیں، خدا مغفرت کے لئے تیار اور مغفرت طلب نہیں کرتے ہیں، خدا جنت کا پروانہ دینے کے لئے انھیں بلاتا ہے اور وہ اس سے دور بھاگتے ہیں۔ خدا جہنم سے چھٹکارہ حاصل کرنے کی ترکیبیں بتاتا ہے اور وہ اس میں گرے پڑتے ہیں۔!!

از: محمد طارق ندوی

روزہ کے مسائل

سوال: رؤیت ہلال کی شہادت بذریعہ ٹیلیفون معتبر ہے یا نہیں؟

جواب: رویت ہلال میں ایک دو ٹیلیفون کی خبر غیر معتبر ہے، یعنی رویت کا حکم نافذ کرنے کے لئے کافی نہیں اگرچہ ٹیلی وژن پر آواز پہچانی جاتی ہو کیونکہ ایک آواز دوسری آواز کے مشابہ ہو سکتی ہے اور جبکہ اشتباہ باقی رہے خبر اور شہادت کے موقع پر اعتبار کے قابل نہیں ہاں اگر بکثرت ٹیلی فون مختلف شخصوں کے آئے اور خبر دینے والوں کی آوازیں پہچان لی ہیں اور وہ سب کے نزدیک ثقہ ہیں جس سے خبر کی صداقت کا یقین ہو جائے تو اس صورت میں ان پر اعتماد کر کے حکم رویت لگایا جا سکتا ہے (مگر اس کے لئے مقامی ذمہ داروں کا فیصلہ ضروری ہے)۔

سوال: انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ قضا لازم ہے یا کفارہ؟

جواب: انجکشن لگوانے سے چونکہ دوا جوف دماغ اور معدہ میں نہیں پہونچتی اسلئے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے لہٰذا نہ قضا لازم ہے نہ کفارہ۔

سوال: ڈاڑھی منڈوانے والے کی شہادت رؤیت ہلال میں جب کہ عرفاً وہ ثقہ ہو معتبر ہے یا نہیں؟

جواب: ڈاڑھی منڈوانے والا اگرچہ عرفاً ثقہ اور قابل اعتماد سمجھا جاتا ہو مگر اس کی گواہی شرعاً غیر مقبول ہے، لہٰذا رویت ہلال میں اس کی شہادت غیر معتبر ہوگی۔

سوال: آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، آنکھ میں ڈالی ہوئی دوا اور سرمہ کا رنگ و مزا کبھی حلق اور تھوک وغیرہ میں جو محسوس ہوتا ہے وہ مسامات میں سے ہو کر پہونچتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا روزہ دار کسی چیز کا مزہ چکھ سکتا ہے یا اس کو چبا سکتا ہے؟

جواب: کسی چیز کا مزہ چکھنا یا اس کو چبانا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ کسی عذر کے سبب سے نہ ہو خلاً کوئی عورت اپنے شوہر کے لئے کھانا پکاتی ہو اور اس کی مزاج سے یہ خوف ہو کہ اگر نمک درست نہ ہوگا تو وہ خفا ہوگا تو چکھنا درست ہے اسی طرح سے کوئی چھوٹا بچہ ہو اور کوئی چیز اس کو کھلانا ہو اور اس کا بدل نہ ہو اور وہاں کوئی خیر خواہ دار نہ ہو تو ایسی صورت میں چبا کر بچہ کو دینے کی اجازت ہے بشرطیکہ حلق سے نیچے اس کا اثر نہ جائے۔

سوال: بھول کر کچھ کھا پی لینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے یا نہیں دوسرے لوگوں کو یاد دلانا چاہیے یا نہیں؟

جواب: کسی شخص کو روزے کا خیال نہ رہا اس بنا پر اس نے کچھ کھا پی لیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا خواہ فرض روزہ ہو یا نفل ایسی صورت میں اگر اس میں روزہ رکھنے کی بھرپور قوت ہو تو دیکھنے والوں کو یاد دلانا واجب ہے اور اگر اس میں اتنی قوت نہ ہو تو یاد دلانا ضروری نہیں ہے۔

سوال: روزہ دار کے بیڑی اور سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ قضا لازم ہے یا کفارہ؟

جواب: بیڑی اور سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ سراج منیر میں ہے، ان ادخل الدخان علی استطاع فیفسد کما فی التباکو ویلزمہ القضاء لا الکفارۃ لأنہ مما لا یتغذی بہ عادۃ فاشبہ الحصاۃ والنواۃ۔ انتھی،

سوال: مسافر کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے یا نہ رکھنا؟

جواب: مسافر کے لئے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی اجازت ہے اگر روزہ رکھنے میں غیر معمولی تکلیف اور شدید ضعف کا اندیشہ ہو یا اور ساتھیوں کو تکلیف اور پریشانی ہوتی ہو تو ایسی صورت میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے مسکن پہونچ کر قضا کرلے اور اگر یہ صورت حال نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔

ثم الصوم فی السفر افضل من الافطار عندنا اذا لم یجھدہ الصوم ولم یضعفہ وقال

(بقیہ صفحہ ۱۳ پر)

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

خدمات و ضروریات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

دار العلوم ندوۃ العلماء محتاج تعارف نہیں ہے، اس کے قیام کو ۹۰ برس ہو گئے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس اثنار میں اس نے گرانقدر علمی اور دینی خدمات انجام دی ہیں۔ تقریباً بائیس سال سے حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی، ظلہٗ کی اس کی توجہ اور سرپرستی حاصل ہے، جن کے دور نظامت میں وہ ایک عظیم اسلامی مرکز بن گیا ہے نیز اس نے ایک بین الاقوامی دینی درسگاہ کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور دینی زندگی کے فروغ کے لئے اس کے طلبہ، اساتذہ اور کارکنان حسب توفیق کوشاں ہیں۔

اس وقت دار العلوم ندوۃ العلماء میں ہندوستان کے مختلف علاقوں کے علاوہ ملیشیا، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، جنوبی افریقہ، ٹرینداد، یوگنڈا اور دوسرے ممالک کے طلبہ بھی زیر تعلیم ہیں، مختلف ملکوں سے برابر داخلے کی درخواستیں آتی رہتی ہیں، اللہ کے فضل سے عرب ممالک میں ندوۃ العلماء کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اور وہاں کے طلبہ میں اس کی تعلیم و تربیت سے استفادہ کی خواہش روز افزوں ہے۔ ان اسباب کی بنا پر داخلوں کی تعداد میں ہر سال غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے نئی اقامت گاہوں کی ضرورت پیش آرہی ہے اس کے علاوہ دار العلوم کے مختلف شعبوں مثلاً دفاتر، لائبریری وغیرہ کے لئے علیحدہ مستقل عمارتیں درکار ہیں۔ طلبہ کی نئی اقامت گاہ "رواق اطہر" کا سنگ بنیاد ۲۱ر مئی ۱۹۷۸ء کو رکھا گیا تھا بحمد اللہ جس کا تکملہ ہو چکا ہے اور زیر استعمال ہے۔

"معہد دار العلوم" میں باوجود وسعت کے گنجائش ختم ہو چکی ہے اور امسال کثیر تعداد میں طلبہ کو واپس کیا گیا ہے، اسی طرح دار العلوم میں بھی بہت سے داخلے محض انہیں مجبوریوں کی بنا پر نہیں کئے جا سکے۔ یہ صورت حال ذمہ داران دار العلوم کے لئے باعث فکر ہے، اور محض جگہ کی تنگی کی وجہ سے شائقین علم دین کو واپس کرنا نیز مقیم طلبہ کی بڑھتی ہوئی دشواریاں اور ضرورتیں ان کی فکر و بے چینی میں مزید اضافہ کا باعث ہیں، علاوہ ازیں عمارتوں اور ضروری تعلیمی سامان کی کمی کی وجہ سے بہت سے مفید علمی و دینی منصوبے پوری توجہ و یکسوئی کے محتاج رہتے ہیں۔

ہماری خواہش اور درخواست ہے کہ آپ میں سے جن حضرات کو اللہ تعالیٰ توفیق دیں اور سہولت ہو وہ اپنی تشریف آوری سے حسب موقع ہمیں سرفراز فرمائیں، خود آکر ان نونہالان چمن کو دیکھیں، ان کی ضروریات کو سمجھیں، فی الوقت جو کام شروع کئے جا چکے ہیں یا مستقبل قریب میں فوری توجہ کے مستحق ہیں ان کی تفصیل درج ہے:۔

ایک نئے ہوسٹل کی ضرورت

رواق اطہر کی تکمیل کے باوجود بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے طلبا کے قیام کے نظم میں دشواری پیدا ہو رہی ہے۔ خاص طور سے بیرونی طلبہ کے قیام کا کوئی مستقل نظم نہیں ہے۔ سرپرستوں کے قیام کی سہولت بھی موجودہ اقامت گاہوں کی تنگی کی وجہ سے ممکن نہیں ہو سکی ہے، اس کے پیش نظر چوتھی اقامت گاہ کی تعمیر کی ضرورت ہے۔

اسٹاف کوارٹرس

حضرات اساتذۂ کرام کے لئے رہائشی مکانات کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے، چنانچہ چار دو منزلہ مکانات کی تعمیر مکمل ہو گئی جو زیر استعمال ہیں، لیکن مزید مکانات کی ضرورت ہے۔

کتب خانہ

دار العلوم ندوۃ العلماء کا کتب خانہ ہندوستان کے گنے چنے کتب خانوں میں سے ایک معروف و مشہور کتب خانہ سمجھا جاتا ہے، جہاں علوم سے دلچسپی رکھنے والے بیرونی ممالک کے بھی لوگ استفادہ کرتے ہیں۔ یہ کتب خانہ دار العلوم کے وسیع و عریض ہال میں عرصے سے قائم ہے، اس کے لئے علیحدہ عمارت کی ضرورت کا عرصے سے احساس ہوتا رہا بحمد اللہ کتب خانہ کی تین منزلیں تعمیر ہو چکی ہیں اور باقی کام چل رہا ہے۔

دار تحفیظ القرآن الکریم

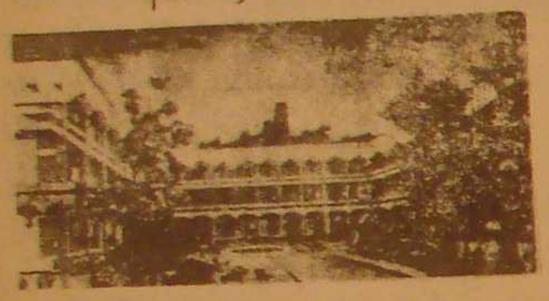

دار العلوم ندوۃ العلماء نے جب دار العلوم میں شعبۂ حفظ کا افتتاح کیا تھا اسی وقت یہ ارادہ بھی کر لیا تھا کہ اس شعبہ کے لئے علیحدہ عمارت ہو گی جس میں تعلیم کے ساتھ رہائش گاہ کا بھی نظم ہوگا۔ اس عمارت کی تعمیر کا آغاز ہو چکا ہے۔ خدا کرے جلد اس کی تکمیل کی صورت ہو۔

رواق نعمانی مشرقی بازو

شبلی ہوسٹل میں طلبہ کی کثرت کی وجہ سے سال گزشتہ رواق نعمانی (شبلی ہوسٹل) کے مشرقی بازو کی تعمیر کا آغاز کیا گیا تھا۔ سامان کی گرانی اور نایابی کی وجہ سے حسب گنجائش کام آہستہ آہستہ ہو رہا ہے۔

توسیع مسجد دار العلوم

دار العلوم ندوۃ العلماء کی خوبصورت و عالیشان مسجد بھی چند سال قبل توسیع کے مراحل سے گذر چکی ہے لیکن اب طلبہ کی تعداد و نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے عرصہ سے تنگی شروع ہو گئی تھی اس لئے محراب کی سمت مزید توسیع کر دی گئی ہے، اضافہ سہ منزلہ ہے اور مسجد کے سقف حصے کے بقدر توسیع ہو کر نماز کے لئے دو رویہ گنجائش نکل آئی ہے۔ انشاء اللہ اگلے تعلیمی سال کے وقت قابل استعمال ہو جائے گی۔

ڈسپنسری

طلبہ و اساتذہ کی سہولت اور اسپتالوں کی بھیڑ بھاڑ اور بے توجہی کو دیکھتے ہوئے ایک ڈسپنسری قائم کر دی گئی ہے جس میں طلبہ کو طبی سہولیات فراہم ہیں۔

پریس اور دفاتر کی عمارت

پریس اور مختلف دفاتر کے لئے علیحدہ ایک عمارت بھی عرصہ سے زیر تجویز رہی ہے تاکہ دار العلوم کی عمارت صرف تعلیمی اغراض ہی میں استعمال ہو۔ سارے درجات اسی میں رہیں، جگہ کی تنگی کی وجہ سے جو انتشار کبھی کبھی ہو جاتا ہے وہ ختم ہو جائے، چنانچہ اس عمارت کا بھی نقشہ منظور ہو گیا ہے اور اس عمارت کی تعمیر بھی ہونا ہے۔